قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

ہفتہ 16 اپریل 2022ء | 14 رمضان 1443 ہجری قمری | 16 شہادت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:92

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَثِیۡرًا لَّعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿ۚ۴۶﴾

(الانفال: 46)

ترجمہ: اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

فرمانِ خلیفہ وقت

پس اصل روزہ وہ ہے جس میں خوراک کی کمی کے ساتھ ایک وقت تک جائز چیزوں سے بھی خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے رُکے رہنا ہے۔ یہ تقویٰ ہے اور ان چیزوں سے رُکے رہ کر صرف دنیاوی کاموں اور کاروباروں میں ہی وقت نہیں گزارنا بلکہ نمازوں اور ذکرِ الٰہی کی طرف پوری توجہ دینی ہے۔ نمازیں اگر پہلے جمع کرتے تھے یا بعض دفعہ قضا ہو جاتی تھیں تو اِن دنوں میں اس طرف خاص توجہ کہ ذکرِ الٰہی اور عبادت ہر دوسری چیز پر مقدم ہو جائے۔

آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد کی طرف توجہ ہو۔ اور ہم اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ جو کہتے ہیں تو یہ صرف منہ سے ہی نہ ہو بلکہ آپ نے اس طرف ہماری توجہ دلائی کہ جب اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ کہو تو ہمیشہ یہ بات مدّنظر رکھو کہ حمد صرف ربِّ جلیل سے مخصوص ہے۔ یہ ذہن میں ہو کہ ہر قسم کی حمد خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے اور اُس کی طرف ہی حمد لوٹتی ہے۔ ہم اُس خدا کی حمد کرتے ہیں جو گمراہوں کو ہدایت دینے والا ہے۔ پس اگر ہم سارا سال خدا کی طرف اُس طرح نہیں جھکے جو اُس کا حق ہے تو اس مہینہ میں ہمیں یہ ہدایت دے تا کہ اس ہدایت کے ذریعہ ہم آئندہ گمراہی سے بھی بچیں اور حمد کے فیض سے فیضیاب ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والے بھی ہوں۔ آپ علیہ السلام نے اس طرف بھی رہنمائی فرمائی کہ حمد کرتے وقت یہ سامنے ہو کہ ہر عزت خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ پس اس رمضان میں ہمیں یہ دعا بھی کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ وہ نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اُس کا قرب دلانے والی ہوں۔ اور دنیا کی عزت اور تفاخر کی طرف ہم جھکنے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے یہ بھی خیال رہنا چاہئے کہ ہمیشہ ہمارا انحصار خدا تعالیٰ کی ذات پر ہو گا، کسی دنیاوی سہارے پر نہیں ہو گا۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی طرف رمضان بقیہ صفحہ 3 پر

فرمانِ رسول ﷺ

عَنۡ سَمُرَةَ بۡنِ جُنۡدَبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ الۡكَلَامِ إِلَى اللّٰهِ أَرۡبَعٌ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكۡبَرُ لَا يَضُرُّكَ بِأَيِّهِنَّ بَدَأۡتَ

(صحیح مسلم کتاب الآداب باب کراھة التسمیة بالاسماء القبیحة: 2137)

ترجمہ: حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ چار کلمات ہیں: ’’سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكۡبَرُ‘‘ اور تم (ذکر کرتے ہوئے) ان میں سے جس کلمے کو پہلے کہو، کوئی حرج نہیں۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

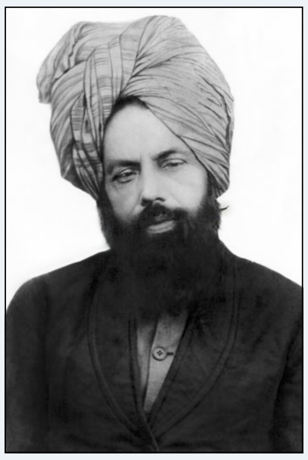

’’یاد رکھو کہ اس سلسلہ میں داخل ہونے سے دنیا مقصود نہ ہو بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو۔ کیونکہ دنیا تو گذرنے کی جگہ ہے وہ تو کسی نہ کسی رنگ میں گذر جائے گی۔

شب تنور گذشت و شب سمور گذشت

دنیا اور اس کے اغراض اور مقاصد کو بالکل الگ رکھو۔ ان کو دین کے ساتھ ہرگز نہ ملاؤ کیونکہ دنیا فنا ہونے والی چیز ہے اور دین اور اس کے ثمرات باقی رہنے والے۔ دنیا کی عمر بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ تم دیکھتے ہو کہ ہر آن اور ہر دم میں ہزاروں موتیں ہوتی ہیں۔ مختلف قسم کی وبائیں اور امراض دنیا کا خاتمہ کر رہی ہیں۔ کبھی ہیضہ تباہ کرتا ہے۔ اب طاعون ہلاک کر رہی ہے۔ کسی کو کیا معلوم ہے کہ کون کب تک زندہ رہے گا۔ جب موت کا پتہ نہیں کہ کس وقت آ جائے گی۔ پھر کیسی غلطی اور بیہودگی ہے کہ اس سے غافل رہے اس لئے ضروری ہے کہ آخرت کی فکر کرو جو آخرت کی فکر کرے گا اللہ تعالیٰ دنیا میں اس پر رحم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جب انسان مومن کامل بنتا ہے تو وہ اس کے اور اس کے غیر میں فرق رکھ دیتا ہے اس لئے پہلے مومن بنو۔ اور یہ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ بیعت کی خالص اغراض کے ساتھ جو خدا ترسی اور تقویٰ پر مبنی ہیں۔ دنیا کے اغراض کو ہرگز نہ ملاؤ نمازوں کی پابندی کرو اور توبہ و استغفار میں مصروف رہو۔ نوع انسان کے حقوق کی حفاظت کرو اور کسی کو دکھ نہ دو۔ راستبازی اور پاکیزگی میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ ہر قسم کا فضل کر دے گا۔ عورتوں کو بھی اپنے گھروں میں نصیحت کرو کہ وہ نماز کی پابندی کریں اور ان کو گلہ، شکوہ اور غیبت سے روکو۔ پاکبازی اور راستبازی ان کو سکھاؤ ہماری طرف سے صرف سمجھانا شرط ہے اس پر عملدرآمد کرنا تمہارا کام ہے۔

پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزا نہیں آتا ہے جب تک حضور نہ ہو اور حضورِ قلب نہیں ہوتا ہے جب تک عاجزی نہ ہو عاجزی جب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے کے لئے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے مگر اس سے یہ ہرگز نہیں سمجھنا چاہیئے کہ نماز کو اپنی زبان ہی میں پڑھو۔ نہیں میرا یہ مطلب ہے کہ مسنون ادعیہ اور اذکار کے بعد اپنی زبان میں بھی دعا کیا کرو۔ ورنہ نماز کے ان الفاظ میں خدا نے ایک برکت رکھی ہوئی ہے۔ نماز دعا ہی کا نام ہے۔ اس لئے اس میں دعا کرو کہ وہ تم کو دنیا اور آخرت کی آفتوں سے بچاوے اور خاتمہ بالخیر ہو۔ اور تمام کام تمہارے اس کی مرضی کے موافق ہوں۔ اپنے بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کرو۔ نیک انسان بنو اور ہر قسم کی بدی سے بچتے رہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 145-146 ایڈیشن 1984ء)

اس شمارہ میں

- دعاؤں کا مہینہ ہے۔ دعا کیجئے دعا لیجئے (منظوم)
- پیشہ ہے رونا ہمارا، پیش ربّ ذوالمنن
- دُعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)
- رمضان کریم عالم روحانی کا موسم بہار
- اردو صحافت کے دو سو سال اور غیرمسلم صحافیوں کی خدمات
- میری داستانِ گنگرین
- جامعہ احمدیہ جرمنی میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد
- پیاری بہن سائرہ سلطان
- افتتاح مسجد سبحان و جلسہ سینفرا، آئیوری کوسٹ

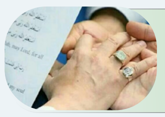

دربارِ خلافت

آج کل کے معاشرے میں انسان کو سب سے زیادہ ضرورت اس (نفس کے) جہاد کی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

پس یہ دشمنی کرنے والوں کا، زندگی کے فیشن سے دور جا پڑنے والوں کا انجام ہے کہ جب اگلے جہان میں جا کر ان پر حقیقت واضح ہو گی تو پھر کہیں گے کہ ہماری بدبختی ہمیں گھیر کر یہاں تک لے آئی ہے۔ پس اے اللہ! ہمیں ایک دفعہ لوٹا دے۔ ہم کبھی نافرمانی نہیں کریں گے۔ اگر ہم ایسا کریں تو ظلم کرنے والے ہوں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ میرا قانون نہیں ہے۔ اب اپنے کئے کی سزا بھگتو۔ میرے سامنے سے دور ہو جاؤ اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہی ہے۔ اسی میں داخل ہو جاؤ۔ اب میں تمہاری کوئی بات، کوئی چیخ و پکار نہیں سنوں گا۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو چیخ و پکار یا باتیں سنی تھیں وہ اس دنیا میں اُن کی سنتا ہے جو نیکوں کا عمل ہے، نہ کہ ان لوگوں کی جو یہاں ظلم کرنے کے بعد اگلے جہان میں جاکے (چیخ و پکار) کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ ایسے لوگوں سے سلوک کا ذکر فرمایا ہے جو اُس کے فرستادوں کی مخالفت کرتے ہیں۔ وہ خدا جو ہر وقت اپنے بندے کی معافی مانگنے کے انتظار میں ہے وہ اب انکار کر دے گا کہ اب وقت گزر گیا۔ جب تم یہاں آ گئے تو یہاں اعمال کی جزا ملنی ہے۔ جو اعمال تم اُس دنیا میں کر آئے ہو، جو حرکتیں تم اُس دنیا میں میرے بندوں کے دل چھلنی کر کے کر آئے ہو، میرے آگے جھکنے والے اور میرے دین کی عظمت قائم کرنے کی کوشش کرنے والوں سے جو سلوک تم نے روا رکھا، جس طرح وہ میرے کام کو آگے بڑھانا چاہتے تھے تم نے اُن کے کام میں روڑے اٹکانے کی کوشش کی، نہ صرف دوسروں کو اُن کی باتیں سننے سے روکا بلکہ اُن پر ظلم کی بھی انتہا کی۔ میرے نام کا کلمہ پڑھنے والوں کو تم نے ہنسی اور تمسخر کا نشانہ بنایا بلکہ اُن کے خون سے بھی کھیلتے رہے۔ پس اب معافی کس چیز کی؟ آج تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی۔ جاؤ اور اپنے ٹھکانے جہنم میں جا کر رہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج یقیناً میرے وہ بندے جو میرے حکم کے مطابق، میرے وعدے کے مطابق آنے والے فرستادے پر ایمان لائے، وہی اس قابل ہیں کہ اُن پر میں رحم کروں، اُن کی باتیں سنوں، اُن کو اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دوں۔ دنیا میں اُن پر کئے گئے ظلموں کی جزا اُن پر پیار کی نظر ڈال کر دوں۔ اس دنیا میں اُن کی جزا کئی گنا بڑھا کر دوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے وہ لوگو! جو میرے بندوں پر ظلم کرتے رہے، ان پر ظلموں اور ان پر تمسخر نے تمہیں اس حد تک اندھا کر دیا کہ تم میری ذات سے بھی غافل ہو گئے۔ میرے اس حکم کو بھول گئے کہ عمداً مومنوں کی دل آزاری کرنا اور اُن کا قتل کرنا تمہیں جہنم کی آگ میں لے جائے گا۔ تو اپنے اس عہد کو بھول گئے کہ تم اللہ تعالیٰ اور اُس کے بندوں کے حقوق ادا کرو گے۔ تم نے یہ عہد کیا ہے لیکن تم بھول گئے۔ پس جب تم خدا تعالیٰ کے احکامات کو بھلا بیٹھے ہو، اُس کی یاد سے غافل ہو گئے ہو، اللہ تعالیٰ کے حکم کو اپنی مرضی کے مطابق توڑنے مروڑنے لگ گئے ہو تو میرا اب تمہارے سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ تم نے مظلوموں کی جائیدادوں کو لوٹا، اُنہیں آگیں لگائیں، اُن کی جائیدادوں پر قبضے کئے۔ اُن کے کاروباروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اگر مشترکہ کاروبار تھے تو اُن کے پیسے کھا گئے۔ غرض جرموں کی ایک لمبی فہرست ہے جو تم کرتے رہے۔ پس اب یہ جہنم کی سزا ہی تمہارا مقدّر ہے۔ یہ قرآنِ کریم کہہ رہا ہے۔ کسی قسم کی نرمی اور معافی کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو اور پھر ایمان لانے والوں اور رحم اور بخشش مانگنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یقیناً آج تمہارے صبر اور استقلال اور ایمان میں مضبوطی اور میرے سے تعلق کی وجہ سے، میرے آگے جھکنے کی وجہ سے، میرا عبد بننے کی وجہ سے تم اُن لوگوں میں شمار کئے جاتے ہو جو کامیاب لوگ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیار کے مورد بننے والے ہیں یا اللہ تعالیٰ کا رحم اور بخشش حاصل کرنے والے ہیں۔ پس ان آیات (سورۃ المؤمنون: 107 تا 112) کی رو سے یہ مومن اور غیر مومن کا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن لوگوں میں شامل فرمائے جو اُس کا رحم اور بخشش حاصل کرنے والے ہیں۔ ہماری ہر قسم کی کوتاہیوں اور کمیوں کی پردہ پوشی فرمائے اور استقلال کے ساتھ دعاؤں کی طرف ہماری توجہ رہے اور ''فَآئِزُوْنَ'' میں ہمارا شمار ہو۔

(خطبہ جمعہ 15/ مارچ 2013ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک اور موقع پر احباب جماعت کو نصائح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

پس ہم خوش قسمت ہوں گے اگر ہم اپنی عبادتوں اور قربانیوں کو اس نہج پر کرنے والے بن جائیں۔ ہمیشہ اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں اور زیادتیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنے کی دعائیں کرنے والے ہوں۔ اپنی نسلوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ اور اُس کی عبادت کی محبت پیدا کرنے والے ہوں۔ اور یہ اُسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہمارے اپنے دلوں میں یہ محبت ہو گی۔ حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینے والے ہوں۔ کبر و نخوت کو چھوڑنے والے ہوں۔ نمازوں میں سستیوں کو دور کرنے والے ہوں۔ ہر وہ نماز جو ہمارے لئے ادا کرنی مشکل نظر آتی ہے، اُس کے لئے خاص کوشش کر کے ادا کرنے والے ہوں۔ اگر ہمارے اندر باجماعت نمازیں ادا کرنے میں سستی ہے تو نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف توجہ دینے والے بن جائیں۔ یہ ہمارے لئے قربانیاں ہیں۔ جو ماں باپ کا حق ادا کرنے والے نہیں، وہ اُن کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ جو بہنوں بھائیوں اور عزیزوں کے حقوق ادا کرنے والے نہیں، وہ حقوق ادا کرنے والے بن جائیں۔ ہمسائے کو خدا تعالیٰ نے بڑا مقام دیا ہے، ہمسایوں کے حق ادا کرنے والے بن جائیں۔ یہ کوشش ہر احمدی کی ہونی چاہئے کہ ہمسایوں سے ہر احمدی کا سلوک اُس کو احمدیت اور حقیقی اسلام کا گرویدہ بنانے والا

بقیہ صفحہ 6 پر

دعاؤں کا مہینہ ہے۔ دعا کیجئے دعا لیجئے

(کلام مولوی ذوالفقار علی خان گوہر رامپوری)

افضال خدا لے کر پھر ماہ صیام آیا
خوش بخت وہ انسان ہے جس نے رمضان پایا

اے احمدیو! اٹھو لگ جاؤ دعاؤں میں
دَور امن کا ہو پیدا دنیا کی فضاؤں میں

یہ دن ہیں دعاؤں کے، راتیں ہیں دعاؤں کی
تم بیخ کنی کر دو ظلموں کی جفاؤں کی

اللہ سے یہ مانگو دنیا کو ہدایت دے
انسان کو انساں کا پھر دردِ محبت دے

ہو دور زمانہ سے یہ دَور جہالت کا
دنیا پر مسلط ہو پھر نور سعادت کا

مٹ جائیں زمانہ سے یہ شرک کے سب دھندے
جو کفر کے بندے ہیں اللہ کے ہوں بندے

وہ دل نہ رہیں جن میں شیطان پرستی ہو
جو بستی ہو دنیا میں ایمان کی بستی ہو

اللہ کے پیاروں سے دنیا کی محبت ہو
ہو فضل عمر ہادی اور اس کی خلافت ہو

ہو اس کی دعاؤں سے دنیا کو اماں حاصل
ہو اس کی اطاعت سے ایمان ہر اک کامل

اس دور خلافت میں یہ وقت بھی آ پہنچے
ہر گوشۂ عالم میں پیغام خدا پہنچے

احمدؑ کی نبوت سے ہر سینہ ہو نورانی
غربی ہو کہ شرقی ہو چینی ہو کہ جاپانی

توحید تیری یارب دنیا میں فروزاں ہو
یہ جتنے مبلغ ہیں تو ان کا نگہباں ہو

(روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 13/ نومبر 1937ء)

اداریہ

پیشہ ہے رونا ہمارا، پیش رب ذوالمنن

کہتے ہیں کہ آنسو محبت کے سفیر ہوتے ہیں اور یہ بھی سنا ہے کہ آنسو قبولیت کی سند ہیں۔ ایک بچہ اس دنیا میں آتے ہی روتا، بلبلاتا اور آنسو بہاتا ہے تو اس کی ماں کے پستانوں میں دودھ اُتر ہی آتا ہے۔ ایک عورت اپنے خاوند کے سامنے آنسو بہا کر اپنی مراد پا ہی لیتی ہے۔ ایک بچہ اپنے باپ کے سامنے روتے ہوئے اپنا مدعا بیان کر کے اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی جاتا ہے۔ ایک ماتحت کی، اپنے افسر کے سامنے چند آنسو بہا کر اس کی مراد بھر ہی آتی ہے۔ حتی کہ ایک مرید اپنے آقا کے سامنے رو کر اس کے دربار میں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ ایک بندہ، خوف خدا سے چند آنسو اپنے خالق حقیقی کے سامنے بہا کر اپنی بات منوا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور آنحضور ﷺ نے متعدد بار محبت اور خوف خدا کے لئے بہائے گئے آنسوؤں کا ذکر کر کے انعامات کا ذکر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت 84 میں صحابہ رسول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ قرآن کریم کو سن کر ان کی آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں کہ انہوں نے حق کو پالیا اور دعا کرتے ہیں۔ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاکۡتُبۡنَا مَعَ الشّٰھِدِیۡنَ ایک اور موقع پر سورۃ التوبہ آیت 91 تا 92 میں صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے مالی لحاظ سے کمزوروں کا ذکر فرمایا کہ جب جہاد کے وقت ان کے پاس سواریاں نہ تھیں تو وہ آنسو بہاتی آنکھوں کے ساتھ واپس لوٹے کہ وہ راہِ مولیٰ میں خرچ کرنے کے لئے مال نہیں رکھتے۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں متفکر ہو کر غم میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے آنسو بہانے کا ذکر بھی ملتا ہے۔

(یوسف: 85)

احادیث میں بھی خوف خدا کے لئے آنسو بہانے میں اللہ تعالیٰ کے فضل اور انعامات کے پانے کا ذکر ملتا ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا: جہنم کی آگ ان دو آنکھوں پر حرام ہے۔ اول وہ آنکھ جو خوف خدا میں آنسو بہاتی ہے اور دوم وہ آنکھ جو راتوں کو جاگ کر اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دیتی ہے۔

(المستدرك كتاب الجهاد)

پھر فرمایا: جہنم میں آدمی داخل نہیں ہو گا جو خوفِ خدا سے روئے یہاں تک کہ دودھ تھن میں لوٹ جائے۔ یعنی جس طرح دودھ کا تھن میں واپس جانا ناممکن ہے اسی طرح خوف خدا سے رونے والے کا دوزخ میں داخل ہونا بھی مشکل ہے۔

پھر فرمایا جس بندے کی آنکھیں خوف خدا کے آنسو سے بھر جائیں اللہ تعالیٰ اس کے جسم کو جہنم پر حرام کر دیتا ہے پھر اگر وہ اس کے رخسار پر بھی بہہ پڑے تو اس کے چہرہ کو نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ذلت اور اگر کوئی بندہ جماعتوں میں سے کسی جماعت میں رو پڑے تو اللہ عزوجل اس بندے کے رونے کی خاطر اس جماعت کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ ہر عمل کا وزن اور ثواب ہے لیکن آنسوؤں کے ثواب کی کوئی حد بسط نہیں ہے جو جہنم کے دریاؤں کو بجھا کر رکھ دیتا ہے۔

آپؐ فرماتے ہیں۔ میں نے امت کے ایک مرد کو جہنم کے کنارے پر دیکھا جو خوف خدا رکھتا تھا اور اس کو جہنم سے بچا لیا گیا۔ اسی طرح آپ نے امت کے دوسرے مرد کو دیکھا جو جہنم میں گرنے لگا تھا تو اس کے پاس وہ آنسو آئے جو خوف خدا سے بہے تھے۔ انہوں نے بھی اسے آگ سے نکال لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ عاجزی اپنا شعار بنالو اور رونے کی عادت ڈالو کیونکہ رونا اسے بہت پسند ہے۔ اگر 40 دن تک رونا نہ آئے تو سمجھو کہ دل سخت ہو گیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ راتوں کو رو رو کر دعائیں کریں۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 132)

پھر فرمایا۔ اپنی مادری زبان میں بھی بہت دعا کیا کرو تا اس سے سوز گداز کی تحریک ہو۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 589)

لوگ دنیا میں اپنی معاشرتی و اخلاقی حالت کو درست کرنے اور رکھنے کے مختلف پیشے اپناتے ہیں مگر کیا ہی خوب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے پیشے کا ذکر یوں فرمایا۔

پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذوالمنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائیں گے بار

ان دنوں ہم رمضان المبارک کے مبارک دنوں سے گزر رہے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ کے حضور رونے، گریہ وزاری کرنے، آہ و بکا کرنے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ ان دنوں میں رو رو کر اپنے اللہ کو منانے کی کوشش کریں۔ سال بھر کی اپنی غلطیاں معاف کروانے کی لگن ہو۔ اپنے حقیقی مالک کو ملنے کے لئے ہاتھ لگانے کے دن ہیں۔ جس کے لئے اپنی آنکھوں کو آنسوؤں سے تر رکھنا بہت ضروری ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جن کو رونا نہیں آتا ایک شاعر نے کہا ہے

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

اور ایسے ہی لوگ جو دینی و روحانی کاموں میں تاخیر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے نصیحتاً فرمایا ہے فَلۡیَضۡحَکُوۡا قَلِیۡلًا وَّلۡیَبۡکُوۡا کَثِیۡرًا (التوبہ: 82)
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کو 40 دن تک رونا نہیں آتا اس کا دل سخت ہے۔ اللہ تعالیٰ رمضان کے 30 بابرکت دن آپ کی جھولی میں ڈال کر آپ کی نگرانی کرنے اور آپ کی آہ و بکا سننے کے لئے آسمان سے زمین پر آ گیا ہے۔ اس لئے جس حد تک اس عظیم ہستی کو منانے کے لئے زور لگایا جا سکتا ہے لگائیں۔ اللہ نے آنسوؤں کو بہانے کے لئے آنکھوں کو تیار کر دیا ہے اور اس پانی کے صدقے ریان دروازہ بھی کھول دیا ہے پس اس میں داخلے کے لئے کمر ہمت باندھ لیں۔

آہ جاتی ہے فلک پر رحم لانے کے لئے
بادلو ہٹ جاؤ دے دو راہ جانے کے لئے

(ابو سعید)

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

بقیہ: فرمان خلیفہ وقت...... از صفحہ 1

میں توجہ رکھو۔ صرف سبحان اللہ کہہ دینا کافی نہیں ہے بلکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان ہو وہاں یہ دعا ہو اور درد سے دعا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا کی ہر قسم کی دنیاوی آلائشوں سے بھی پاک کر دے۔ اور یہ رمضان ہمارے اندر حقیقی تقویٰ پیدا کرنے والا بن جائے۔

پھر فرمایا تہلیل کرو۔ اپنی دعائیں اس یقین کے ساتھ کرو کہ عبادت کے لائق ذات صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اگر ہمیں کوئی کسی قسم کے نقصان سے بچا سکتا ہے تو وہ صرف خدا تعالیٰ ہے۔ جب ہمیں کسی سہارے کی ضرورت ہو تو خدا تعالیٰ کا سہارا ہم نے لینا ہے اور انسان کو ہر وقت خدا تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے اس معبودِ حقیقی کی طرف ہر وقت جھکا رہنے کی کوشش ہو۔ رمضان میں روزوں کے ساتھ یہ دعا کرے کہ خدا تعالیٰ تُو ہمیشہ ہمیں اپنی پناہ میں رکھنا۔ اے اللہ! روزوں کے ساتھ جو تبدیلیاں تُو نے روزوں سے فیض پانے والوں کے لئے مقدر کی ہوئی ہیں اُن سے ہمیں بھی حصہ دے اور ایسا یہ حصہ ہو جو تا زندگی ہمیں فیضیاب کرتا رہے۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری یہ حمد، تسبیح اور تہلیل ایسی ہے جو تبتّل کی حالت پیدا کر دے۔ اور تبتّل الی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی دنیاوی خواہشات سے علیحدہ کر لینا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ کامل وفا کا تعلق پیدا کر لینا۔

پھر فرمایا کہ انقطاع حاصل ہو۔ یعنی تمام دنیاوی لہو و لعب سے اپنے آپ کو علیحدہ کر لو اور خدا تعالیٰ کی عبادت کی طرف توجہ کرو۔ جب یہ ہو گا تو وہ مقصد حاصل ہو گا جو خدا تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ روزے دار تقویٰ حاصل کرنے والا ہو گا۔

پس یہ رمضان جو دو دن سے شروع ہوا ہے اور انتیس تیس دن تک چلنا ہے، تبھی ہمیں فائدہ دے سکتا ہے جب ہم اس مقصد کو اپنے سامنے رکھنے والے ہوں گے اور یہ مقصد اتنا بڑا ہے کہ اس کے لئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اپنے روزے کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اپنی دوسری عبادتوں کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کا حق ادا کرنے کی بھی ضرورت ہے کیونکہ ان سب کی مشترکہ ادائیگی کا نام ہی تقویٰ ہے۔

(خطبہ جمعہ 12/ جولائی 2013ء)

حسنیٰ مقبول احمد۔امریکہ

دُعا، ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے (مسیح موعودؑ)

(قسط 12)

حقیقت دعا اور انکار تاثیر دعا کی اصل وجہ

...دنیا میں کوئی کامیابی اور راحت ایسی نہیں ہے جس کے ابتدا اور اول میں کوئی رنج اور مشکل نہ ہو۔ ہمت کو نہ ہارنے والے مستقل مزاج فائدہ اٹھالیتے ہیں اور کچے اور ناواقف راستہ میں ہی تھک کر رہ جاتے ہیں۔ پنجابی میں کسی نے کہا ہے

ایہو ہنگی کیمیا جے دن تھوڑے ہو

پس جب خدا پر سچا ایمان ہو کہ وہ میری دعاؤں کو سننے والا ہے تو یہ ایمان مشکلات میں بھی ایک لذیذ ایمان ہو جاتا ہے اور غم میں ایک اعلیٰ یاقوتی کا کام دیتا ہے۔ ہموم وغموم کے وقت اگر انسان کو کوئی پناہ نہ ہو تو دل کمزور ہو جاتا ہے اور آخر وہ مایوس ہو کر ہلاک ہو جاتا او رخودکشی کرنے پر آمادہ ہوتا بلکہ بہت سے ایسے بدقسمت یورپ کے ملکوں میں خصوصاً پائے جاتے ہیں۔ جو ذرا سی نامرادی پر گولی کھا کر مر جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا خودکشی کرنا خود ان کے مذہب کی موت اور کمزوری کی دلیل ہے۔ اگر اس میں کوئی قوت اور طاقت ہوتی تو اپنے ماننے والوں کو ایسی یاس اور نامرادی کی حالت میں نہ چھوڑتا۔ لیکن اگر خدا تعالیٰ پر اسے ایمان ہے اور اس قادر کریم ہستی پر یقین رکھتا ہے کہ وہ دعائیں سنتا ہے تو اس کے دل میں ایک طاقت آتی ہے۔

یہ دعائیں حقیقت میں بہت قابل قدر ہوتی ہیں اور دعاؤں والا آخر کار کامیاب ہو جاتا ہے ہاں یہ نادانی اور سوء ادب ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے ارادہ کے ساتھ لڑنا چاہے مثلاً یہ دعا کرے کہ رات کے پہلے حصہ میں سورج نکل آوے۔ اس قسم کی دعائیں گستاخی میں داخل ہوتی ہیں۔ وہ شخص نقصان اٹھاتا ہے اور ناکام رہتا ہے جو گھبرانے والا اور قبل از وقت چاہنے والا ہو مثلاً اگر بیاہ کے دس دن بعد مرد وعورت یہ خواہش کریں کہ اب بچہ پیدا ہو جاوے تو یہ کیسی حماقت ہوگی۔ اس وقت تو اسقاط کے خون اور چھچھڑوں سے بھی بے نصیب رہے گی۔ اسی طرح جو سبزہ کو نمو نہیں دیتا وہ دانہ پڑنے کی نوبت ہی آنے نہیں دیتا۔

میں نے ارادہ کیا ہوا ہے کہ ایک بار اور شرح وبسط کے ساتھ دعا کے مضمون پر ایک رسالہ لکھوں۔ مسلمان دعا سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور بعض ایسے ہیں کہ جن کو بدقسمتی سے ایسا موقعہ ملا کہ دعا کریں مگر انہوں نے صبر اور استقلال سے چونکہ کام نہ لیا اس لئے نامراد رہ کر سید احمد خانی مذہب اختیار کرلیا کہ دعا کوئی چیز نہیں۔ یہ دھوکا اور غلطی اسی لئے لگتی ہے کہ وہ حقیقت دعا سے ناواقف محض ہوتے ہیں اور اس کے اثر سے بے خبر اور اپنی خیالی امیدوں کو پورا نہ ہوتے دیکھ کر کہہ اٹھتے ہیں کہ دعا کوئی چیز نہیں۔ اور اس سے برگشتہ ہو جاتے ہیں۔

دعا ربوبیت اور عبودیت کا ایک کامل رشتہ ہے۔ اگر دعاؤں کا اثر نہ

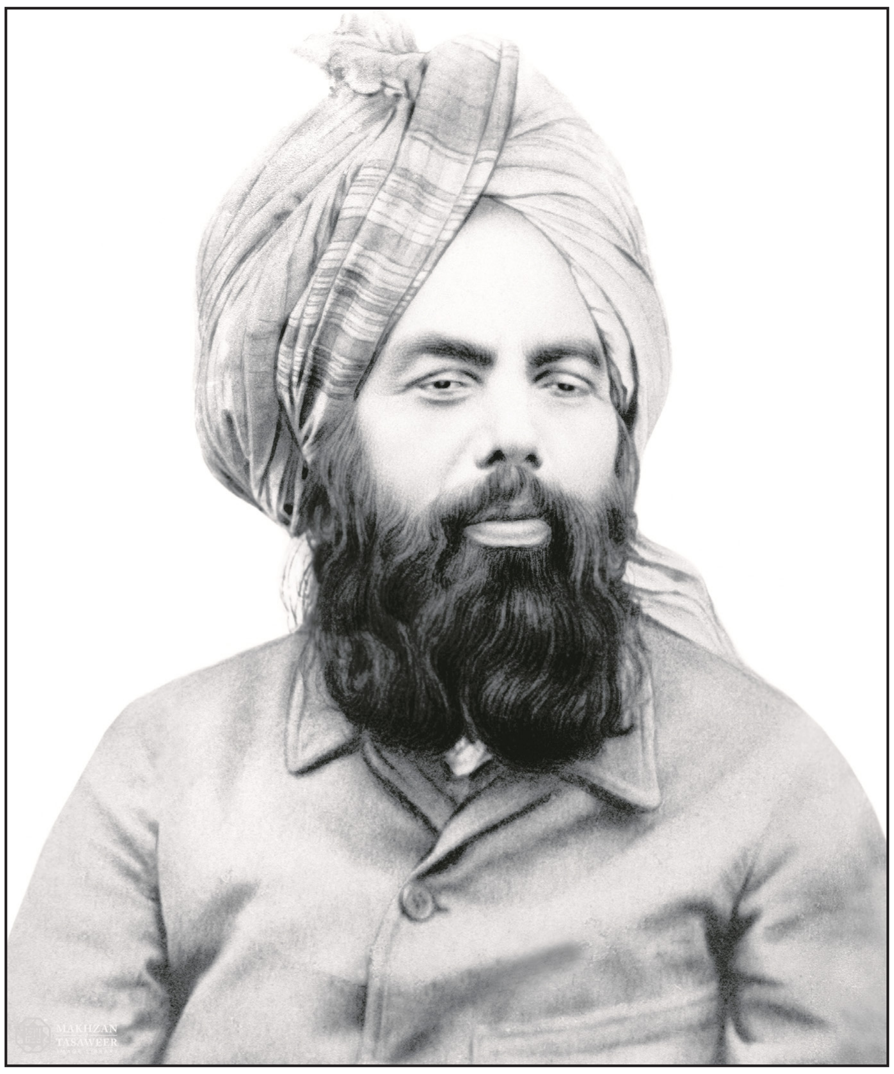

ہوتا تو پھر اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

(الحکم جلد 6 نمبر 45 صفحہ 1-3 پرچہ 17/ دسمبر 1902ء)

ہستی باری تعالیٰ کی زبردست دلیل قبولیت دعا ہے

اللہ تعالیٰ کی شناخت کی یہ زبردست دلیل اور اس کی ہستی پر بڑی بھاری شہادت ہے۔ کہ محو و اثبات اس کے ہاتھ میں ہے۔ یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثۡبِتُ (الرعد:40)

دیکھو اجرام سماوی کتنے بڑے اور عظیم الشان نظر آتے ہیں اور ان کی عظمت کو دیکھ کر ہی بعض نادان ان کی پرستش کی طرف جھک پڑے ہیں اور انہوں نے ان میں صفات الٰہیہ کو مان لیا۔ جیسے ہندو یا اور دوسرے بت پرست یا آتش پرست وغیرہ جو سورج کی پوجا کرتے ہیں اور اس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں کیا وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سورج اپنے اختیار سے چڑھتا ہے یا چھپتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر وہ کہیں بھی تو وہ اس کا کیا ثبوت دے سکتے ہیں۔ وہ ذرا سورج کے سامنے یہ دعا تو کریں کہ ایک دن وہ نہ چڑھے یا دوپہر کو مثلاً چھپ جاوے تا کہ معلوم ہو کہ وہ کوئی اختیار اور ارادہ بھی رکھتا ہے۔ اس کا ٹھیک وقت پر طلوع اور غروب تو صاف ظاہر کرتا ہے کہ اس کا اپنا ذاتی کوئی اختیار اور ارادہ نہیں ہے۔

ارادہ کا مالک تب ہی معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو اور کرنے والے امر کو کرے اور نہ کرنے والے کو نہ کرے۔

غرض اگر قبولیت دعا نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر بہت سے شکوک پیدا ہو سکتے تھے اور ہوئے اور حقیقت میں جو لوگ قبولیت دعا کے قائل نہیں ہیں ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی ہستی کی کوئی دلیل ہی نہیں ہے۔ میرا تو یہ مذہب ہے کہ جو دعا اور اس کی قبولیت پر ایمان نہیں لاتا۔ وہ جہنم میں جائے گا۔ وہ خدا ہی کا قائل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی شناخت کا یہی طریق ہے کہ اس وقت تک دعا کرتا رہے جب تک خدا اس کے دل میں یقین نہ بھر دے اور انا الحق کی آواز اس کو نہ آجاوے۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 203-205)

جماعت کو نصائح

قرآن شریف کو پڑھو اور خدا سے کبھی ناامید نہ ہو۔ مومن خدا سے کبھی مایوس نہیں ہوتا۔ یہ کافروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ ہمارا خدا عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ (البقرہ:21) خدا ہے۔ قرآن شریف کا ترجمہ بھی پڑھو اور نمازوں کو سنوار سنوار کر پڑھو اور اس کا مطلب بھی سمجھو۔ اپنی زبان میں بھی دعائیں کرلو۔ قرآن شریف کو ایک معمولی کتاب سمجھ کر نہ پڑھو بلکہ اس کو خدا تعالیٰ کا کلام سمجھ کر پڑھو۔ نماز کو اسی طرح پڑھو جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھتے تھے۔ البتہ اپنی حاجتوں اور مطالب کو مسنون اذکار کے بعد اپنی زبان میں بیشک ادا کرو۔ اور خدا تعالیٰ سے مانگو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس سے نماز ہرگز ضائع نہیں ہوتی۔ آجکل لوگوں نے نماز کو خراب کر رکھا ہے۔ نمازیں کیا پڑھتے ہیں ٹکریں مارتے ہیں۔ نماز تو بہت جلد جلد مرغ کی طرح ٹھونگیں مار کر پڑھ لیتے ہیں اور پیچھے دعا کے لئے بیٹھے رہتے ہیں۔ نماز کا اصل مغز اور روح تو دعا ہی ہے۔ نماز سے نکل کر دعا کرنے سے وہ اصل مطلب کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔ ایک شخص بادشاہ کے دربار میں جاوے اور اس کو اپنا عرض حال کرنے کا موقع بھی ہو لیکن وہ اس وقت تو کچھ نہ کہے لیکن جب دربار سے باہر جاوے تو اپنی درخواست پیش کرے، اسے کیا فائدہ؟ ایسا ہی حال ان لوگوں کا ہے جو نماز میں خشوع خضوع کے ساتھ دعائیں نہیں مانگتے۔ تم کو جو دعائیں کرنی ہوں نماز میں کیا کرو۔ اور پورے آداب الدعا کو ملحوظ رکھو۔

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 257-258)

قبول ہونے والی دعا کا راز

دعا جب قبول ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ اس کیلئے دل میں ایک سچا جوش اور اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دعا سکھاتا ہے اور الہامی طور پر اس کا پیرایہ بتا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّہٖ کَلِمٰتٍ (البقرہ:38) اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے راستباز بندوں کو قبول ہونیوالی دعائیں خود الہاماً سکھادیتا ہے۔

بعض اوقات ایسی دعا میں ایسا حصہ بھی ہوتا ہے۔ جس کو دعا کرنے والا ناپسند کرتا ہے مگر وہ قبول ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہے۔ عَسٰۤی اَنۡ تَکۡرَہُوۡا شَیۡئًا وَّہُوَ خَیۡرٌ لَّکُمۡ (البقرہ:217)

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 221 ایڈیشن 1984ء)

فراز یاسین۔ مبلغ سلسلہ غانا

رمضان کریم عالم روحانی کا موسم بہار

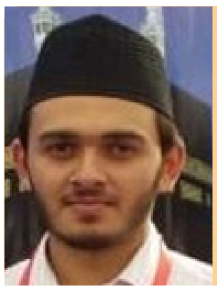

عالم روحانی کا موسم بہار یعنی ماہ رمضان ایک بار پھر ہماری زندگیوں کو مزیّن کرنے آیا ہے۔ یہ مبارک مہینہ اپنی ضیاء بار کرنوں سے شمال سے لے کر جنوب تک اور مشرق سے لے کر مغرب تک اذن رب الوریٰ سے برکتوں، رحمتوں اور مغفرت کی نوید سناتا ہے۔ یہ مہینہ خاص بخشش اور قبولیت دعا کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ انوار و برکات کی موسلادھار بارش کا مہینہ ہے۔ یہ مہینہ گوشہ گوشہ کو اور ذرہ ذرہ کو نور ہدایت سے منور کرتا ہے اور شہر القران یعنی قرآن کا مہینہ بھی کہلاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الۡهُدٰى وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ

(البقرۃ:186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کر دینے والے امور ہیں پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اس کے روزے رکھے۔

ماہ مبارک کا ذکر کتب احادیث کے اوراق کی زینت ہمیشہ بنتا رہا ہے اور رسول اعظم ﷺ نے اپنے اصحاب سے کئی بار اس ماہ کی فضیلت کا ذکر فرمایا۔

حضرت سلمان فارسیؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں شعبان کے آخری روز مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور بابرکت مہینہ سایہ فگن ہوا چاہتا ہے۔ اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے رکھنے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی راتوں کو قیام کرنا نفل ٹھہرایا ہے......
هُوَ شَهۡرٌ اَوَّلُهٗ رَحۡمَةٌ وَاَوۡسَطُهٗ مَغۡفِرَةٌ وَاٰخِرُهٗ عِتۡقٌ مِّنَ النَّارِ۔ کہ وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس کا ابتدائی عشرہ رحمت ہے اور درمیانی عشرہ مغفرت کا موجب ہے اور آخری عشرہ جہنم سے نجات دلانے والا ہے...... اور جس نے اس میں کسی روزہ دار کو سیر کیا اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا مشروب پلائے گا کہ اسے جنت میں داخل ہونے سے پہلے کبھی پیاس نہ لگے گی۔

(صحیح ابن خزیمہ کتاب الصیام باب فضائل شهر رمضان)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ابن آدم کا ہر عمل اُس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ پس روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا بنوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر اُس کو کوئی گالی دے یا اُس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمد کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیّب ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اُسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہو گا۔“

(بخاری کتاب الصوم باب فضل الصوم)

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جو بندہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کا فضل چاہتے ہوئے روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چہرے اور آگ کے مابین ستر خریف کا فاصلہ پیدا کر دیتا ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الجهاد والسیر باب فضل الصوم فی سبیل اللّٰہ)

حضرت سیّدنا احمد علیہ السلام نے اور خلفاء سلسلہ نے اپنی مبارک تقاریر اور پر نور تحریرات میں تفصیل سے رمضان المبارک کا ذکر کرتے ہوئے اس کی فضیلت، برکات اور فرائض پر خوب روشنی ڈالی ہے۔ خاکسار نے اس مضمون میں چند تحریرات کو جو رمضان المبارک سے متعلق ہیں جمع کرنے کی سعی کی ہے۔

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں:-

(شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِيٓ أُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰن) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھاہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلّی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امّارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہو جائے، دوری حاصل ہو جائے اور تجلّیٔ قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ فرمایا پس اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰن میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں۔

”رَمَض سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رَمَضَان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رَمَضَان ہوا۔“

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 136)

نیز فرمایا: ”روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتاہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تَبَتُّل اور اِنۡقِطَاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے، دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔“

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 102 /17 جنوری 1907ء)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں: ”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریک کے مطابق (رمضان میں) اپنی کسی ایک کمزوری کو ترک کرنے کا عہد کریں اور پھر اس عہد پر پختہ طور پر جم جائیں اور اُسے ہمیشہ کے لئے نبھائیں۔ کمزوری دور کرنے کے عہد میں کسی خاص نیکی کے اختیار کرنے کا عہد بھی شامل ہو سکتا ہے۔“

(مضامین بشیر جلد دوم صفحہ 271)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رمضان کے دن بڑے بابرکت دن ہیں... رمضان کے مہینہ میں دعاؤں کی کثرت، تدارس قرآن، قیام رمضان کا ضرور خیال رکھنا چاہیے... بدنظری، شہوت پرستی، کینہ، بغض، غیبت اور دوسری بد باتوں سے خاص طور پر اس مہینہ میں بچے رہو۔“

(خطبات نور صفحہ 262-263)

فرمایا: پس کوئی شبہ نہیں کہ ظلمات جسمانیہ کے دور کرنے کے لئے روزہ سے بہتر اور افضل کوئی عبادت نہیں اور انوار ومکالمات الٰہیہ کی تحصیل کے لئے روزہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔

(خطبات نور صفحہ 230)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

”پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کر دے کہ جو آئے لے جائے ان دنوں خدا تعالیٰ بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے آؤ آؤ آ کر لے جاؤ۔“

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 123)

نیز فرمایا: ”اس مہینہ سے وہی فائدہ اٹھائے گا جس نے اس کا ارادہ کیا اور جس نے خدا کے فضلوں کے پانے کی کوشش کی... مہینے بے شک بابرکت ہوتے ہیں۔ دن بے شک بابرکت ہوتے ہیں۔ انسان بے شک بابرکت ہوتے ہیں۔ خدا کے کلام بے شک بابرکت ہوتے ہیں علوم اور معارف بے شک بابرکت ہوتے ہیں لیکن یہ برکت وہی حاصل کرتا ہے جو اپنے آپ کو اس کے پانے کے قابل بناتا ہے۔“

(خطبات محمود جلد 11 صفحہ 51)

”روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ اُن عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے...... روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر...... نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے...... اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں...... حدیث میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا اَلصَّوۡمُ لِي وَاَنَا اُجۡزٰی بِهٖ یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزا خود میری ذات ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہئے۔“

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 374-377)

رمضان حقیقی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلاتا ہے... رمضان میں انسان سحری کے وقت اٹھ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اور دنوں میں نہ اٹھ سکے... اگر تم ایک مہینہ کھانا کھانے کے لئے سحری کے وقت اٹھ سکتے ہو تو باقی گیارہ مہینے عبادت کے لئے کیوں نہیں اٹھ سکتے۔

(خطبات محمود جلد 10 صفحہ 122-123)

”روزے تم پر اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم بچ جاؤ۔ اس کے کئی معنے ہو سکتے ہیں مثلاً ایک معنی تو یہی ہیں کہ ہم نے تم پر اس لئے روزے فرض کئے ہیں تا کہ تم ان قوموں کے اعتراضوں سے بچ جاؤ جو روزے رکھتی رہی ہیں، جو بھوک اور پیاس کی تکلیف کو برداشت کرتی رہی ہیں، جو موسم کی شدت کو برداشت کر کے خدا تعالیٰ کو خوش کرتی رہی ہیں۔ اگر تم روزے نہیں رکھو گے تو وہ کہیں گی تمہارا دعویٰ ہے کہ ہم باقی قوموں سے

روحانیت میں بڑھ کر ہیں لیکن وہ تقویٰ تم میں نہیں جو دوسری قوموں میں پایا جاتا تھا...... لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں دوسرا اشارہ اس امر کی طرف کیا گیا ہے کہ اس ذریعہ سے خدا تعالیٰ روزے دار کا محافظ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اِتقاء کے معنے ہیں ڈھال بنانا، وِقایا بنانا، نجات کا ذریعہ بنانا۔ پس...... تم پر روزے رکھنے اس لئے فرض کئے گئے ہیں تا کہ تم خدا تعالیٰ کو اپنی ڈھال بنالو اور ہر شر سے اور ہر خیر کے فقدان سے محفوظ رہو... پس لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ کے یہ معنے ہوئے کہ تا تم دینی اور دنیوی شرور سے محفوظ رہو... روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے۔ اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بھی بچ جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پیئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ منہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے۔ نہ جھوٹ بولا جائے، نہ گالیاں دی جائیں، نہ غیبت کی جائے، نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹتا ہے...... روزوں کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثبات قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔''

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 374-375)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ماہِ رمضان اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آرہا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس مہینے میں تمام قسم کی عبادتوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کو قائم کرنے یا ادا کرنے پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ رمضان کا مہینہ پانچ بنیادی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ پہلے تو روزہ ہے دوسرے نماز کی پابندی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ پھر قِیَامُ اللَّیْل یعنی رات کے نوافل پڑھے جاتے ہیں۔ تیسرے قرآن کریم کی کثرت سے تلاوت ہے چوتھے سخاوت اور پانچویں آفاتِ نفس سے بچنا ہے ان پانچ بنیادی عبادات کا مجموعہ، عبادات ماہِ رمضان کہلاتی ہیں۔''

(خطبات ناصر جلد 2 صفحہ 954)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''کبھی کسی اور مہینے میں اس کثرت کے ساتھ خدا کی رحمت کے ایسے چھینٹے نہیں پھینکے جاتے جو دنیا کے ہر کونے میں، ہر ملک میں برس رہے ہوں اور جس کسی پر بھی پڑیں اُسے خوش نصیب بنادیں۔ اس لئے رمضان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ رمضان مبارک میں جو لوگ روزے نہیں رکھتے وہ تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کن نیکیوں سے محروم رہ گئے ہیں۔ چند دن کی بھوک انہوں نے برداشت نہیں کی، چند دن کی پابندیاں انہوں نے برداشت نہیں کیں اور بہت ہی بڑی نعمتوں سے محروم رہ گئے۔''

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 258)

ایک اور موقع پر فرمایا: ''جب میں کہتا ہوں کہ رمضان استغفار کا موسم ہے تو یہ ہر گز مراد نہیں کہ باقی اوقات استغفار کے اوقات یا استغفار کے موسم نہیں ہیں۔ دیکھیں چیزیں ہر موسم میں اُگتی رہتی ہیں اور ہر موسم میں مرتی بھی رہتی ہیں لیکن پھر بھی بہار کا بھی ایک موسم ہے اور خزاں کا بھی ایک موسم ہے۔ اس لئے گناہوں سے بخشش حاصل کرنے کے لئے اگر کسی مہینے کو موسم قرار دیا جاسکتا ہے تو وہ رمضان ہی کا مہینہ ہے۔''

(خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 290)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''روزہ ڈھال ہے۔ حفاظت کا ایک ایسا مضبوط ذریعہ ہے جس کے پیچھے چھپ کر تم اپنے آپ کو شیطان کے حملوں سے محفوظ کر سکتے ہو... یہ قلعہ تو ہے لیکن اس ڈھال کے پیچھے اور اس قلعہ کے اندر کب تک اس قلعے میں حفاظت ہوتی رہے گی، کب تک محفوظ رہو گے...... جب تک اس کو جھوٹ یا غیبت کے ذریعے سے پھاڑ نہیں دیتے۔ تو رمضان میں روزوں کی جو برکتیں ہیں اُسی وقت حاصل ہوں گی جب یہ چھوٹی چھوٹی برائیاں بھی جو بعض بظاہر چھوٹی لگ رہی ہوتی ہیں، آدمی معمولی سمجھ رہا ہوتا ہے...... اُن میں بہت بڑی برائی جو ہے جس کو آدمی محسوس نہیں کرتا وہ جھوٹ ہے۔ اگر جھوٹ بول رہے ہو تو اس ڈھال کو پھاڑ دیتے ہو۔ لوگوں کی غیبت کر رہے ہو چغلیاں کر رہے ہو، پیچھے بیٹھ کے ان کی باتیں کر رہے ہو تو یہ بھی تمہارے روزے کی ڈھال کو پھاڑنے والی ہیں۔ تو روزہ اگر تمام لوازمات کے ساتھ رکھا جائے تو ڈھال بنے گا۔''

(خطبہ جمعہ 15 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 748-754)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

''یہ رمضان ہمیں ایک دفعہ پھر موقع دے رہا ہے کہ ہم خدا کے آگے جھکیں جس طرح جھکنے کا حق ہے۔ اُس کی عبادت کریں، جس طرح عبادت کرنے کا حق ہے تو اللہ تعالیٰ ہماری دعاؤں کا یقیناً جواب دے گا۔ اور یہ عہد کریں کہ آئندہ ہم ان عبادتوں کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے۔ اگر یہ ہو جائے تو اس سے ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت کی سالوں میں ہونے والی ترقیات کو دنوں میں واقع ہوتے دیکھیں گے۔ اس لئے میں پھر یہی کہوں گا کہ اپنی عبادتوں کو زندہ کریں۔ دوسروں کے پاس دعائیں کروانے کی بجائے خود اللہ تعالیٰ کی ذات کی قدرتوں کا تجربہ حاصل کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 2004ء خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 764)

حضور انور نیز فرماتے ہیں:

''اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہیئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔ اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے...... پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر...... تبدیلیاں پیدا کیں...... وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں...... پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اس کی خدا سے معافی مانگنی ہوگی اور یہ عہد کرنا ہوگا کہ اے میرے خدا! میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ جب ہم اس طرح دعا کریں گے اور اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے تو ان نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ بہت سی برائیاں بھی چھوڑنی ہوں گی جن کے ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے...... پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ تبھی پورا ہوگا جب ہم ان حکموں پر بھی عمل کریں گے اور نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 اکتوبر 2005ء خطبات مسرور جلد 3 صفحہ 593-594)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احسن رنگ میں رمضان کی تمام شرائط کو ملحوظ خاطر رکھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا ہم پر اللہ کی رحمت اور برکت کی بارش ہوتی چلی جائے اور ماہ مبارک میں اپنائی ہوئی نیکیاں ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بنی رہیں اور ہم میں سے ہر ایک اللہ تعالیٰ کے پیاروں میں شامل ہو، اُس کا پیار حاصل کرنے والا ہو اور ہمیشہ اُس کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی رہے۔ اور یہ رمضان ہمارے لئے اور جماعت کے لئے غیر معمولی فتوحات لانے والا ہو۔ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بن جائے۔ غرضیکہ ہم ہر نیکی کو ادا کرنے والے اور اُس کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نیکیاں کرنے والے ہوں گے تو تب ہی ہم حقیقی طور پر اللہ تعالیٰ سے یہ عرض کرنے والے بن سکتے ہیں کہ اے اللہ ہماری توبہ قبول کر اور ہم پر رحم کر۔ جب ہم اللہ تعالیٰ کے رحم کے طلبگار بنتے ہیں تو دوسروں پر بھی ہمیں پھر رحم کی نظر ڈالنی ہوگی۔ یہ نہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے رحم مانگتے رہیں اور اپنے دائرے میں رحم کرنے والے نہ ہوں۔ پس مسجد کے ساتھ اگر ایک مومن حقیقی رنگ میں منسلک ہوتا ہے تو نیکیوں کے نئے سے نئے دروازے اُس پر کھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بخشش کے نئے سے نئے اظہار اُس سے ہوتے ہیں۔ پس آج ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ عطا کردہ مسجد ہمیں اس طرف توجہ دلانے والی ہونی چاہئے اور یہ اظہار ہم سے ہوں۔ اس مسجد کو یہاں کے رہنے والوں نے خود بھی آباد رکھنا ہے اور اپنے بچوں کے ذریعہ سے بھی آباد کروانا ہے، اور اس کا حق ادا کرتے ہوئے آباد کروانا ہے۔ ان شاء اللہ صرف مسجد میں آنا مقصد نہیں ہے بلکہ اس کا حق ادا کرنا بھی مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ وہ تمام برکات اور اللہ تعالیٰ کے فضل جو مساجد کے ساتھ وابستہ ہیں، ہم اُنہیں حاصل کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول کرنے والا اور ہماری غلطیوں کو معاف کرنے والا ہو۔

ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور درجات کو بلند فرماتا ہے۔ صحابہ نے جب عرض کیا کہ جی، فرمائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ جی نہ چاہتے ہوئے بھی کامل وضو کرنا، اچھی طرح وضو کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ چل کر جانا۔ نیز ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ رباط ہے، رباط ہے، رباط ہے۔ یعنی سرحدوں کی حفاظت کرنا ہے، سرحدوں پر گھوڑے باندھنا ہے۔ یہ جہاد ہے تمہارے لئے۔

(سنن النسائی، کتاب الطھارۃ، باب الامر باسباغ الوضوء)

پس ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ آج ہمیں اپنے نفسوں کے خلاف جہاد کی بھی ضرورت ہے اور اس مقصد کو ہم نے حاصل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا جو مقصد ہے، یہ بھی ایک جہاد ہے۔ اس کی طرف بھی ہم نے توجہ دینی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر ہم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ پس اپنی نمازوں کی حفاظت کریں گے تو اُس کے فضل کو حاصل کرنے والے ہم بنیں گے۔ اور اس جہاد میں حصہ لینے والے ہوں گے جو نفس کا بھی جہاد ہے اور خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا بھی جہاد ہے۔ آج کل کے معاشرے میں انسان کو سب سے زیادہ ضرورت اس جہاد کی ہے۔ یہی جہاد ہے جو ہمیں معاشرے کی برائیوں سے بچا کر خدا تعالیٰ کے حضور حاضر کرنے والا بنائے گا۔ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے گا۔ اور یہی جہاد ہے جو ہمیں اور ہماری نسلوں کو دنیا کی غلاظتوں سے پاک اور صاف رکھنے والا بنائے گا۔

(خطبہ جمعہ 29 مارچ 2013ء)

علامہ محمد عمر تماپوری۔ کوآرڈینیٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ انڈیا

اردو صحافت کے دو سو سال اور غیر مسلم صحافیوں کی خدمات

کسی بھی زبان کا کوئی مذہب نہیں ہوتا۔ اسی طرح اردو زبان کا بھی کوئی مذہب نہیں ہے۔ اور اردو زبان مسلمانوں کی زبان نہیں ہے۔ زبان کو مذہب کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ مذہب کو زبان کی ضرورت ہوتی ہے۔ اردو زبان مسلمانوں کی زبان نہیں ہے بلکہ تمام مذاہب کی زبان ہے۔ آج اردو زبان پر سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ یہ صرف اور صرف مسلمانوں کی زبان ہے جبکہ حقائق اس کے برعکس ہیں۔ ایک شاعر نے بہت خوب کہا ہے:

کیوں مجھ کو بناتے ہو تعصب کا نشانہ
میں نے تو کبھی خود کو مسلماں نہیں مانا
میں نے بھی کبھی دیکھا تو خوشیوں کا زمانہ
اپنے ہی وطن میں ہوں میں آج اکیلی

اردو زبان کے فروغ، ترقی اور ترویج میں ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی اور دیگر اقوام و مذاہب کے ماننے والوں کا بہت نمایاں کردار رہا ہے۔ جس طرح اردو ادب کے اصناف سخن شاعری، نظم، نثر وغیرہ میں غیر مسلموں کی خدمات نمایاں ہیں وہیں پر اردو زبان کے فروغ میں اردو صحافت کا تاریخ ساز رول رہا ہے۔ اور آج بھی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اردو صحافت کی ابتداء اور آغاز اور بنیاد ہندوؤں سے شروع ہوئی ہے۔ 22 مارچ 1822ء کو کلکتہ سے اردو زبان کا پہلا اخبار شائع ہوا تھا۔ جس کا نام ’’جامِ جہاں نما‘‘ تھا اور دلچسپ اور اہم بات یہ ہے کہ اسے کسی مسلمان نے نہیں بلکہ ایک غیر مسلم ’’ہری ہردت‘‘ نے جاری کیا تھا۔ اور اُنہوں نے جس شخص کو اس اخبار کی ادارت سونپی تھی اور مدیر بنایا تھا وہ بھی ہندو غیر مسلم تھے اُن کا پورا نام ’’سدا سکھ لعل‘‘ تھا۔ ’’ہری ہردت‘‘ ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازمت کرتے تھے۔

’’راجہ رام موہن رائے‘‘ نے ’’مرا الاخبار‘‘ کے نام سے فارسی زبان میں اخبار جاری کیا تھا اور ’’سمباد کومدی‘‘ کے نام سے بنگلہ زبان میں بھی اخبار شروع کیا تھا۔ ہری ہردت کے والد دیوان تارا چند مینیجر تھے۔ ہری ہردت بھی اخبار کے انتظام میں کسی حد تک شراکت دار تھے۔ بعد میں مالکانہ حقوق اُن کے نام منتقل ہوگئے۔ یہ اردو، عربی، فارسی اور بنگلہ زبان سے واقف تھے۔ اور انہیں اخبار نویسی کا بھی شوق تھا۔ لہٰذا اُنہوں نے حکومت سے درخواست کی کہ ’’جام جہاں نما‘‘ کے نام سے اردو اور فارسی میں اخبار نکالنا چاہتے ہیں۔ اسی طرح اُنہوں نے دولسانی اخبار جاری کیا۔ اور ’’سدا سکھ لعل‘‘ ایک تعلیم یافتہ شخص تھے۔ وہ مصنف اور مترجم بھی تھے۔ ہری ہردت نے اُن کو اخبار کا ایڈیٹر بنادیا تھا۔ اس طرح اردو زبان کی صحافت کی ابتداء، آغاز اور بنیاد پڑی۔

اس کے بعد بے شمار غیر مسلموں نے اردو اخبارات کا اجراء کیا۔ اس کی وسعت اور دائرہ دو صدیوں پر محیط اور مشتمل ہے۔ تفصیلات میں جانے کی گنجائش اس پر نہیں کہ شاید الفضل آن لائن لندن کے صفحات اس کی اجازت نہ دیں۔

صرف چیدہ چیدہ اخبارات اور صحافت کا تذکرہ ممکن ہے۔ ان میں ایک نام منشی نول کشور مشہور و معروف اور سر فہرست ہیں۔ 1858ء میں لکھنؤ اُتر پردیش سے اردو اخبار کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ یہ بہت معیاری اخبار تھا۔ شروع شروع میں یہ ہفت روزہ تھا۔ پھر ہفتہ میں دو بار شائع ہونے لگا۔ پھر روزنامہ ہوگیا۔ ابتداء میں یہ اخبار صرف چند صفحات پر مشتمل تھا۔ لیکن اس کو اتنی مقبولیت اور شہرت ملی کہ اس کے صفحات کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ متعدد نامی گرامی ادیب اس کے ایڈیٹر رہے۔ بڑے بڑے ادباء اور شعراء اس اخبار میں اپنے مضامین اور نظموں کے شائع ہونے پر فخر محسوس کرتے تھے۔ اردو زبان کے فروغ اور اردو صحافت میں منشی نول کشور کی خدمات نہ صرف نمایاں ہیں بلکہ ناقابل فراموش بھی۔

اسی طرح کانپور اُتر پردیش کے اردو جریدہ ’’زمانہ‘‘ کے ایڈیٹر ’’منشی دیا نرائن نگم‘‘ کی صحافت اور ان کی اردو ادب کی خدمات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ رسالہ 46 سال تک نکلتا رہا۔ ایک تحقیق کے مطابق ان 46 سال کے شماروں میں منشی صاحب موصوف کے اپنے قلم سے قریباً 370 مضامین تھے۔ جو بیشتر اُن کے مستقل عنوان ’’رفتار زمانہ‘‘ کے تحت لکھے گئے۔ ان رسالوں کے صفحات میں ہندوستان کے حالات اور اردو زبان کی بیسویں صدی کے نصف اول کے چشم دید واقعات موجود ہیں۔

اسی طرح دہلی کالج کے پنڈت دھرم نارائن بھاسکر اور ماسٹر رام چندر کی اردو صحافت کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ جنہوں نے ’’قرآن السعدین اور فوائد الناظرین‘‘ جیسے معیاری اخبارات کے ذریعہ ملک اور قوم کے ساتھ ساتھ زبان و ادب کی بھی خوب خدمت کی۔ 1848ء کی ایک سرکاری رپورٹ میں قرآن السعدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

دہلی کالج سے جو اخبارات شائع کئے جارہے ہیں ان میں سے قرآن السعدین بلند ترین معیار کا حامل ہے۔ اس صوبہ کا کوئی اخبار بھی اس سے زیادہ تنوع، علمی افادیت اور قابل قدر معلومات پیش نہیں کرسکتا اور یہ اخبار مضامین کے تنوع، علمی افادیت اور حسن ترتیب کے اعتبار سے ہندوستان کے منفرد اخبارات میں شمار ہوتا ہے۔

ماسٹر رام چند بھی ایک نامور صحافی تھے۔ اُنہوں نے 1845ء میں اخبار ’’فوائد الناظرین‘‘ اور 1847ء میں ایک علمی اور ادبی ماہنامہ ’’محب ہند‘‘ جاری کیا اور یہ دہلی کالج سے وابستہ تھے۔ ان کی دو کتابوں کی شہرت انگلستان پہنچی۔ اور ایک کتاب کے لئے برطانیہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی کورٹ آف ڈائریکٹر نے اُنہیں ایک خلعت پنج پارچہ اور دو ہزار روپے نقد عطا کئے۔

سردار دیوان سنگھ مفتون اور میلارام وفایا صوفی انباپرشاد کو کیسے فراموش کیا جاسکتا ہے۔ دیوان سنگھ نے ’’ریاست‘‘ نام کا اخبار نکالا تھا۔ اور اُن کے نمائندے ملک بھر میں پھیلے ہوئے تھے، ان سے راجے رجواڑے اور ریاستوں کے حکمران گھبراتے تھے۔ ان کے قسط وار مضامین ناقابل فراموش تھے۔ اس زمانہ میں یہ بات مشہور تھی کہ یا تو برٹش حکومت کے جاسوس سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یا پھر دیوان سنگھ مفتون کے رپورٹرز۔

مہاشہ کرشن نے 1919ء میں لاہور سے روزنامہ ’’پرتاپ‘‘ جاری کیا تھا۔ وہ مجاہد آزادی بھی تھے۔ اپنے اخبار میں برٹش حکومت کے خلاف لکھنے کی وجہ سے اُنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں بھی جھیلیں۔ تقسیم ملک کے بعد یہ اخبار دہلی منتقل ہوگیا۔ اور اُن کے فرزند کے نریندر نے اُسے پروان چڑھایا۔ اگرچہ اس اخبار کی پالیسی کے بارے میں تحفظات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ لیکن صحافتی خدمات سے کسی کو انکار نہیں۔ اسی طرح مہاشہ خوش حال چند خورسند نے 1923ء میں روزنامہ ’’ملاپ‘‘ لاہور سے جاری کیا۔ یہ اخبار بھی تقسیم ملک کے بعد دہلی آ گیا اس کو پروان چڑھانے میں شری رنبیر اور اُس کے ساتھیوں نے بہت اہم رول ادا کیا۔ اور آج بھی یہ دونوں اخبار دہلی سے شائع ہو رہے ہیں اور کمال کی بات یہ ہے کہ یہ دونوں اخبار اپنی عمر کی ایک صدی کو عبور کر چکے ہیں۔

لالہ دیش بندھو گپتا نے بھی ملک کی آزادی سے قبل ایک اخبار ’’تیج‘‘ نامی نکالا تھا۔ اس اخبار نے بھی صحافت کے فروغ اور ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے۔

سردار جگت سنگھ نے 1905ء میں پاکستان کے پنڈی کھیپ سے ایک ماہنامہ رسالہ ’’راہنمائے تعلیم‘‘ آف لاہور جاری کیا تھا۔ 1962ء میں ان کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے سردار ہربجن سنگھ تھاپر اس کو نکالتے رہے۔ اُنہوں نے بھی اس رسالہ کو ایک صدی تک پہنچادیا۔ آخری عمر تک اس کے مدیر رہے۔ یہ رسالہ 1947ء تک لاہور سے نکلتا رہا۔ تقسیم ملک کے بعد اپنے بیٹے کے ساتھ دہلی آئے۔ اور یہاں سے اُنہوں نے اس کو نکالنا شروع کیا اور یہ رسالہ بھی ایک سو سال سے بھی زائد عرصہ نکلتا رہا۔ ان کے انتقال کے بعد یہ رسالہ بھی بند ہوگیا۔

اس کے علاوہ بھی غیر مسلم صحافیوں کی ایک خاصی تعداد ہے جنہوں نے اردو صحافت کی زلف گیر کو سلجھانے میں عمریں گزار دی ہیں۔ ایسے صحافیوں میں پنڈت ہر چند اختر، لالہ جگن نارائن، فکر تونسوی، جمنا داس اختر، من موہن تلخ، خوشتر گرامی، ظفر پیامی، سانتی رنجن بھٹا چاریہ، جی ڈی چندن، سوم آنند، نندن کشور وکرم، اور موہن چراغی کے نام لئے جاسکتے ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے اردو کا معرکۃ الآراء ’’روزنامہ قومی اخبار‘‘ 1945ء میں جاری کیا تھا۔ اور یہ اخبار بھی اردو زبان کے فروغ، ترقی، ترویج اور صحافت کو فروغ دینے میں ناقابل فراموش کارنامہ سرانجام دیا اور 2008ء تک یہ اخبار باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔

آج بھی بے شمار غیر مسلم صحافی اردو صحافت کی زلف گرہ گیر کو سلجھانے میں مصروف ہیں جن میں خاص طور پر 90 سالہ اوم پرکاش سونی اور ڈی آر مفطر قابل ذکر ہیں۔ اردو صحافت نے اپنی زندگی کے دو سو سال مکمل کر لئے ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلم صحافیوں کے ساتھ اُن غیر مسلم صحافیوں کو بھی خراج تحسین پیش کیا جائے۔

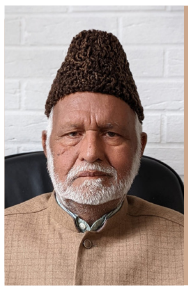

منور احمد خورشید۔ انگلستان

میری داستانِ گنگرین

ناخوشگوار لمحاتِ حیات

آج چار اپریل سال 2022ء ہے۔ اس وقت، میں سینٹ جورجز ہسپتال میں موجود ہوں اور انتظار گاہ میں بیٹھا ہوا ہوں۔سوچا بجائے پریشان ہونے کے ہسپتال میں اپنی آمد اور اس کی وجوہات کے بارے میں لکھتا جاؤں۔ ہم سب جانتے ہیں۔ ہسپتال میں خوشی سے کون آتا ہے۔ ظاہر ہے بیماری اور ہسپتال کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کوئی بیماری ہی ہسپتال میں آنے کا سبب ہے۔ اس لئے سوچا کہ اپنے مرض اور اس کی تفصیل اور تجربہ میں، اپنے بہی خواہوں کو بھی کیوں نہ شریک کرلوں۔ اس لئے صبح ہسپتال آتے ہوئے، میں اپنا لیپ ٹاپ بھی ساتھ ہی لے آیا تھا تاکہ وقت گزارنا مشکل نہ ہو۔ وقت بھی گزر جائے گا اور ایک تخلیق بھی منصۂ شہود پر آجائے گی۔ اس لئے یہ مضمون میں ہسپتال کی انتظار گاہ میں بیٹھ کر لکھ رہا ہوں۔

ہسپتال میں آمد کی شانِ نزول

دراصل میرے بائیں ہاتھ کی انڈکس فنگر جو گینگرین کی وجہ سے بے جان ہوچکی ہے ڈاکٹرز نے اسے کاٹنے کا فیصلہ کیا ہے۔

یہ نومبر 2021ء کی بات ہے۔ میری بائیں ہاتھ کی انڈکس فنگر کی پہلی پور میں ہلکی ہلکی درد شروع ہوگئی۔ پہلے چند روز تو میں نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ جب یہ درد جاری رہا۔ تو میں نے اپنے ڈیالیسز کے دوران ڈیوٹی پر موجود نرس کو اس کے بارے میں بتایا۔ نرس نے ڈیالیسز ڈاکٹر کو اس کے بارے میں بتایا جس پر میری انگلی کی تصاویر لی گئیں۔ ڈاکٹر نے بتایا یہ تکلیف آپ کے ڈیالیسز کی وجہ سے ہے۔ آپ کی خون کی سپلائی مناسب طریق پر نہیں ہو رہی ہے۔

اس کے بعد مجھے ایک سرجن صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ اس نے بھی یہی بتایا کہ یہ ڈیالیسز کی وجہ سے ہے۔ ایک ماہ کے بعد دوبارہ اسی سرجن کے پاس حاضر ہوا۔ اس نے ایک نیا انکشاف کیا، کہ یہ مسئلہ ڈیالیسز کی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ آپ کے ڈیالسز بالکل نارمل ہو رہے ہیں۔ اس لئے ممکن ہے کہ یہ مسئلہ شوگر یا کسی اور چوٹ کی وجہ سے ہو۔

انگلی کی ہیئت میں تغیرات

شروع میں انگلی کا رنگ نارمل ہی تھا بعد میں اس کا رنگ سرخ ہونا شروع ہوگیا۔ پھر آہستہ آہستہ نیلا اور پھر کالا ہوگیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ حصہ بے جان ہوگیا۔ جبکہ اس کے اندرونی حصہ میں درد رہتی تھی۔ یہ درد کبھی کم اور کبھی شدت اختیار کرجاتی تھی۔

درد کی ادویات کے بداثرات

ڈاکٹر نے بتایا۔ ابھی آپ گھر چلے جائیں۔ اگر درد زیادہ ہو تو آپ ایمرجینسی میں چلے جائیں۔ دو دفعہ درد کی شدت کے پیش نظر ایمرجینسی میں گیا۔ ڈاکٹرز نے درد کے لئے کچھ دیگر ادویات دیں۔ جنہوں نے آرام کی بجائے ڈیپریشن پیدا کردیا جس کے بعد میں نے پیراسٹامول پر ہی اکتفا کرنا شروع کیا۔ ڈاکٹرز نے بتایا کہ درد سے آرام کے لئے سب سے کم نقصان دہ دوائی پیراسٹامول ہی ہے۔ میں نے بلا مبالغہ ان پانچ ماہ میں تین سو سے زائد گولیاں پیراسٹامول کی کھائی ہیں۔

شعبہ صحت کی کارکردگی

انگلستان میں طبی سہولتیں تو بہت ہیں مفت بھی ہیں۔ لیکن ان کے حصول کے لئے بعض اوقات بہت بڑی قیمت ادا کرنی ہوتی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات فوری علاج میسر نہیں ہوتا۔ بعض اوقات ڈاکٹر سے ملنے کے لئے کئی کئی ماہ تک انتظار کرنا پڑتا ہے۔ جس کے دوران بیماری سنگین ہوجاتی ہے۔ میرے ایک دوست نے بتایا کہ ان کے بھائی کی پاؤں کی ایک انگلی خراب ہوگئی تھی۔ اداروں کی سستی کی وجہ سے اسے پورے پاؤں سے محروم کردیا گیا۔

میری بیماری کا آغاز نومبر میں ہوا۔ دو ماہ تو اس کی تشخیص میں لگ گئے۔ بعد ازاں تین دفعہ تاریخ دی گئی اور ہر بار بغیر مجھے بتائے، اسے کینسل کردیا گیا۔ جو خاصی پریشانی کا سبب بنا۔

سرجری اور اس کی تیاری

مجھے گذشتہ ہفتہ خط ملا ہے کہ چار اپریل کو میری انگلی کی سرجری ہوگی۔ اس کے لئے کچھ ہدایات دی گئی تھیں جس میں وقت، تاریخ اور جگہ کا ذکر تھا۔ بعض ادویات چند روز قبل نہ لینے کی ہدایت تھی۔

آج چار اپریل ہے۔ آج میری سرجری طے پائی ہے۔ اللہ کرے سب خیر خیریت سے ہوجائے۔

ہسپتال میں آمد

ہسپتال میں آمد کا وقت صبح ساڑھے سات بجے تھا۔ عزیزم تصور خورشید کے ساتھ احتیاطاً قبل از وقت ہی پہنچ گیا۔ ہسپتال میں مقررہ جگہ پہنچے متعلقہ شعبہ ابھی تک نہیں کھلا تھا۔ اس لئے باہر ہی رکنا پڑا۔ سردی بھی تھی اور ابر رحمت کی رم جھم جاری وساری تھی۔ اس لئے مرتا کیا نہ کرتا۔ باہر ہی انتظار کرنا پڑا۔ اللہ اللہ کرکے سات بج کر دس منٹ پر متعلقہ شعبہ کا دروازہ کھلا۔ جلدی سے اندر آیا اور ریسیپشن کے سامنے پہنچ گیا۔ تاکہ سب سے پہلے میری باری آجائے۔ ایک نرس نے بتایا کہ مسٹر آرام سے بیٹھ جائیں۔ آپ کو ساڑھے سات بجے کے بعد بلایا جائے گا۔ خیر بددلی کے ساتھ کرسی پر جا بیٹھا۔ اس دوران کافی اور لوگ بھی ہال میں پہنچ چکے تھے۔ اب مجھے خطرہ یہی تھا کہ جب اندر جانے کے لئے بلایا جائے گا ممکن ہے لائن میں مجھے جگہ دور ملے تو پھر میری باری میں تاخیر نہ ہوجائے۔

پورے وقت پر ایک نرس ایک ٹرالی کے ساتھ ریسیپشن روم سے باہر آئی۔ اس کی ٹرالی پر بخار چیک کرنے کے آلات کے علاوہ پانی بھرے گلاس بھی تھے۔ اس نے اعلان کیا۔ میں یہاں پر اپنی فہرست کے مطابق نام لوں گی۔ پلیز اپنا نام سننے پر میرے پاس آئیں۔ حسب ارشاد سب لوگ باری باری اس کے پاس پہنچے سب کو پانی پیش کیا گیا اور بخار چیک کیا گیا اور پھر اندر جانے کی اجازت دے دی گئی۔

نرس اور ڈاکٹر سے ملاقات

ابتدا میں ایک نرس سے ملاقات ہوئی۔ اس نے سرجری کے پروسیجر کے بارے میں بتایا۔ بلڈ پریشر اور شوگر چیک کیا۔ میرے سامان کے لئے ایک لاکر دیا۔ مجھے پہننے کے لئے ایک گاؤن دیا گیا اور مجھے انتظار گاہ میں بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔ خاکسار کافی پریشانی میں بیٹھا رہا۔ کہتے ہیں۔ الانتظار اشد من الموت۔

سرجری سے قبل سرجن صاحب سے ملاقات ہوئی جس میں اس نے انگلی کا جائزہ لیا۔ کچھ تفصیلات بتائیں سرجری کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی چند پیچیدگیوں کے بارے میں بتایا۔ جن میں خوف کا پہلو نمایاں ہوتا ہے۔ بعد ازاں کچھ کاغذات پر دستخط کئے گئے۔

سرجری آغاز سے اختتام تک

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

سرجری کے لئے اپریشن تھیٹر میں نو بج کر پینتالیس منٹ پر لے جایا گیا۔ ابتدائی تیاری کی گئی۔ پورے ہاتھ کو صابن سے دھویا گیا۔ اینٹی سیپٹک سے دوبارہ دھویا گیا۔ پھر بدن کو سُن کرنے والے چند ٹیکے انگلی کے صحت مند اور قریبی حصہ پر لگائے گئے۔ میرے اوپر ایک چادر ڈال دی گئی۔ جس کی وجہ سے میں اپنا ہاتھ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ بہر تقریباً دس منٹ کے بعد مجھے ایک الیکٹرک مشین کے چلنے کی آواز آئی۔ اس کے بعد تقریباً دس منٹ بعد ڈاکٹر نے کہا۔ کیا آپ اپنا ہاتھ دیکھنا پسند کریں گے۔ میرے اثبات پر ڈاکٹر نے مجھے میرا موجودہ ہاتھ دکھادیا۔ جو خداتعالیٰ کے عطا کردہ ہاتھ سے بہت مختلف ہوگیا تھا۔ سوائے الحمد للہ کے انسان کربھی کیا سکتا ہے۔ یہ سرجری کا عمل صرف پندرہ سے بیس منٹ کا تھا۔ اس سارے عمل کے دوران کسی قسم کی تکلیف یا پریشانی پیدا نہیں ہوئی۔ میں بعض سٹاف ممبران کے ساتھ گپ شپ بھی لگاتا رہا۔

سرجری مکمل ہونے پر واپس انتظار گاہ میں لایا گیا۔ جہاں چائے اور بسکٹس سے تواضع کی گئی جس کے بعد گھر جانے کے ہسپتال کا اجازت نامہ تھمادیا گیا۔ جس کے بعد میں عزیز ناصر احمد کے ہمراہ گھر آ گیا۔ الحمد للہ۔

بہن کی جدائی میں اداس بہنیں

میری انگلی کو متعلقہ ٹیم نے میرے جسم سے کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ عمل ایسے وقت میں کیا گیا۔ جب میرے ہاتھ کی دوسری انگلیوں کو بے ہوش کردیا گیا۔ جب انہیں ہوش آئے گا تو پھر انہیں اپنی بہن کی گمشدگی کا علم ہوگا۔ ان کے دکھ اور غم کا اندازہ اور کون کرسکتا ہے۔ خداتعالیٰ کی اس عطا کردہ نعمت کا بدل کہاں ممکن ہے۔

تیری یاد آئی تیرے جانے کے بعد

- میری انگلی جو کہ میرے بدن کا عام سا حصہ تھا۔ اس کی قدر و قیمت کا جو احساس اس کے چلے جانے سے ہوا۔ وہ تو زندگی بھر کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ اس انگلی کے میرے جسم وجان پر اس قدر احسانات تھے۔
- کہتے ہیں۔ اگر ایک بنڈل میں موجود ایک لاکھ میں سے ایک کم کردیا جائے تو پھر ہم اس کو لاکھ نہیں کہہ سکتے۔ اس انگلی کے جانے سے میرا جسم نامکمل ہوگیا ہے۔ احسن الخالقین کی تخلیق میں داغ آ گیا۔
- میری یہ انگلی سارے جسم کی صفائی اپنی باقی بہنوں کے ساتھ مل کر کیا کرتی تھی۔

بقیہ صفحہ 10 پر

حامد اقبال۔شعبہ تاریخ جامعہ جرمنی

جامعہ احمدیہ جرمنی میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد

23مارچ کا دن جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اہم دن ہے اس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ اسی حوالے سے جامعہ احمدیہ جرمنی میں مؤرخہ 23 مارچ 2022ء کو مجلس ارشاد کے تحت ''جلسہ یوم مسیح موعودؑ'' کا انعقاد ہوا۔ آج کے جلسہ کے لئے محترم عبد الباسط طارق صاحب، مربی سلسلہ کو دعوت دی گئی۔

تلاوت ونظم

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ عزیزم قویم احمد ملک نے سورۃ الصّف کی آیات 7 تا 10 مع ترجمہ پیش کیں۔ بعد ازاں عزیزم احسان احمد نے حضرت مصلح موعودؓ کا منظوم کلام

یارو! مسیح وقت کہ تھی جن کی انتظار
رہ تکتے تکتے جن کی کروڑوں ہی مر گئے

پیش کیا۔

پہلی تقریر

آج کے جلسہ کی پہلی تقریر مکرم نوید الظفر، استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی نے پیش کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ''حضرت مسیح موعودؑ کی عالمگیر تباہ کاریوں کے متعلق پیشگوئیاں'' تھا۔ آپ نے اپنی تقریر کو جو تین حصوں طاعون کے متعلق پیشگوئیاں، جنگوں کے متعلق پیشگوئیاں اور زلزلوں کے متعلق پیشگوئیاں پر مشتمل تھی، پیش کی۔

سب سے پہلے آپ نے طاعون کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ آپؑ نے 6 فروری 1898ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں آپ نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک میں طاعون پھیلے گی۔ اس وقت طاعون کا پنجاب میں کوئی نام و نشان بھی نہیں تھا۔ 1894ء میں یہ بیماری چین میں پھوٹی اور 1896ء میں ہندستان میں پہنچی۔ اور بالآخر 1901ء میں اس بیماری نے پنجاب میں بہت زور پکڑا یہاں تک کہ 1913ء تک صرف پنجاب میں 22 لاکھ سے زائد اموات ہو چکی تھیں اور پنجاب میں سب سے زیادہ طاعون سے لوگ مرے تھے۔

تقریر کے دوسرے حصے میں آپ نے جنگوں کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا کہ اپریل 1904ء کے بعد 2 سال تک اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بار بار آئندہ جنگوں کے متعلق مطلع کیا۔ حضورؑ نے ایک موقع پر فرمایا کہ 16سال کے اندر ایک سخت خطرناک زلزلہ آئے گا۔ چنانچہ جنگ عظیم اول اس پیشگوئی کی مصداق بنی۔ پھر آپؑ نے کوریا پر قبضہ ہونے اور زار روس کی بری حالت کے بارہ میں جو پیشگوئیاں تھیں وہ بھی اسی زمانے میں پوری ہوئیں۔ دمشق کے بارہ میں یہ پیشگوئی ملتی ہے کہ اس کے ساتھ بھی خوفناک حادثہ ہوگا۔ چنانچہ 1925ء میں فرانس نے دمشق پر سخت بمباری کرکے شہر کو بالکل تباہ کر دیا۔

تقریر کے تیسرے حصے میں آپ نے زلزلوں کے متعلق پیشگوئیوں کا ذکر کیا کہ 1904ء میں حضورؑ کو خدا نے خبر دی کہ ایک تباہی آنے والی ہے جس میں سکونت کی عارضی اور مستقل جگہیں دونوں ہی مٹ جائیں گی۔ پھر آپؑ کو یہ الہام ہوا کہ موت دروازہ پر کھڑی ہے۔ چنانچہ 1905ء میں کانگڑا میں ایک شدید قسم کا زلزلہ آیا۔ کانگڑا میں اکثریت ہندوؤں کی تھی اور وہاں ان کے مقدس مقامات بھی تھے۔ زلزلہ نے ان سب کو تباہ کر دیا اور ریکارڈ کے مطابق 20 ہزار لوگ اس حادثہ میں مرے ہیں لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ اصل تعداد سے بہت کم تھے۔

تقریر کا اختتام کرتے ہوئے آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک ارشاد پیش کیا جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نصیحت فرمائی کہ ہر احمدی کو اپنی اصلاح کرنی چاہئے اور ہر ایک فرد تک خدا کے پیغام کو پہنچائیں کہ وہ اپنے خالق حقیقی کے آگے جھکے اور اسکے حکموں پر عمل کرے۔

بعد ازاں عزیزان فطین احمد، اعتزاز شاہ اور نعمان داؤد نے ایک ترانہ

اسمعوا صوت السماء جاء المسیح جاء المسیح

پیش کیا۔

تقریر مہمان خصوصی

آج کے جلسہ کی آخری تقریر مکرم عبد الباسط طارق صاحب، مربی سلسلہ کی تھی آپ کی تقریر کا عنوان ''حضرت مسیح موعودؑ بطور آنحضور ﷺ کے مظہر اتم'' تھا۔

آپ نے آغاز میں سورۃ جمعہ کی آیات 4 تا 6 کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات سے آنحضور ﷺ کی آمد ثانی کا ثبوت ملتا ہے لیکن کیونکہ ایک انسان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وہ اپنی وفات کے بعد دوبارہ زندہ ہو جائے اس لئے ظاہر ہے کہ آنے والا کوئی اور وجود ہوگا لیکن آنحضور ﷺ سے اتنی گہری مشابہت رکھے گا کہ گویا آنحضور ﷺ ہی دوبارہ آگئے۔ گویا آنے والا آپ ﷺ کا مظہر اتم ہوگا جس طرح ایک شخص شیشہ میں اپنا مکمل عکس دیکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے اقتباسات سے اس بات کی وضاحت کی کہ مظہر اتم کا یہ مطلب نہیں کہ نعوذ باللہ آپؑ ہی آنحضور ﷺ ہیں بلکہ حضورؑ نے تو اپنے آپ کو آنحضور ﷺ کا احقر الغلمان قرار دیا ہے۔

پھر آپ نے اس بات کی وضاحت کی کہ مظہر اتم بننے کے لئے عشق رسول ﷺ اور آپ ﷺ کی اطاعت ضروری ہے۔ اس کے ضمن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں سے کئی ایک مثالیں پیش کیں جن سے حضورؑ کا آنحضور ﷺ سے بے انتہاء عشق ظاہر ہوتا ہے۔

آپ نے ذکر کیا کہ آنحضور ﷺ کے روحانی فیوض ہمیشہ کے لئے جاری ہیں۔ آپؐ کی وفات کے بعد خلفاء راشدین آئے، پھر مجددین پھر مجدد اعظمؑ اور آج خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ایک بار پھر بطور مظہر النبی ﷺ ہمارے سامنے ہے اور قیامت تک جاری رہے گی۔

واقعات کی روشنی سے یہ بات واضح کی کہ کس طرح آپؑ آنحضور ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے۔ اس ضمن میں آپ نے کئی واقعات پیش کئے جن سے حضرت مسیح موعودؑ کا عفو و رحم ظاہر ہوا اور اس طرح آپؑ کی مشابہت حضرت رحمۃ للعالمین ﷺ سے ثابت ہوئی۔

ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ حضورؑ کے پاس ایک گھڑی تھی۔ ایک دن وہ گھڑی خراب ہوگئی۔ اس کو ٹھیک کرنے کے لئے آپؑ نے ایک دوست کو لاہور بھیجا کہ وہاں جا کر فلاں شخص سے اس گھڑی کو ٹھیک کروالائیں۔ جب وہ دوست اس شخص کے پاس پہنچتے ہیں اور اسے گھڑی دیکھاتے ہیں تو وہ شخص چونک جاتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں نے خواب میں یہی گھڑی دیکھی ہے اور مجھے بتایا گیا کہ یہ آنحضور ﷺ کی گھڑی ہے۔

پھر آپ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک عورت اپنی بچی کو لے کر حضورؑ کے پاس آتی اور آپؑ سے اپنی بچی کے لئے جس کو آنکھوں میں سخت تکلیف تھی مدد مانگی۔ اس پر حضورؑ اپنا لعاب دہن اس بچی کی آنکھوں پر لگایا۔ اس دن کے بعد اس بچی کو دوبارہ آنکھوں کی تکلیف نہیں ہوئی۔ اسی طرح آنحضور ﷺ کا بھی ایک واقعہ ملتا ہے کہ حضرت علیؓ کو آنکھوں میں سخت تکلیف تھی تو آپؐ اپنا لعاب دہن حضرت علیؓ کی آنکھوں پر لگایا جس سے حضرت علیؓ ٹھیک ہو گئے۔

اختتامی کلمات

جلسہ کے اختتام پر مکرم شمشاد احمد قمر، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے مکرم مہمان خصوصی کا شکریہ ادا کرتے بیان کیا کہ ہم سب کو چاہئے کہ قرآن کریم اور آنحضور ﷺ کی سیرت اور اسی طرح کتب حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی سیرت کا مطالعہ کرتے رہیں تا کہ ہم ان دو عظیم الشان شخصیات کو سمجھ سکیں اور ان کی تعلیم کو اپنی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔ مہمان خصوصی کی دعا سے جلسہ کا اختتام ہوا۔

زکیہ فردوس۔ برطانیہ

پیاری بہن سائرہ سلطان

ایک ہنستا مسکراتا ہروقت فریش کبھی نہ بھولنے والا چہرہ۔ اچانک سے خبر ملی کہ سائرہ اب ہم میں نہیں ہے۔ جبکہ اسی دن صبح انہوں نے مجھے سلام ودعا کا پیغام بھجوایا تھا۔ ابھی تک یقین نہیں آتا کہ وہ ہمیں چھوڑ کر اس مالک حقیقی کی جانب لوٹ گئی ہیں جس کی طرف ہر ایک نے جلد یا بدیر جانا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کرے

بے لوث محبت کرنے والی، ہر ایک کی ہمدرد اور خیر خواہ تھیں۔ بزرگوں سے بھی بہت قریب تھیں۔ انہیں مہمان نوازی کرنا اور دعائیں لینا بہت پسند تھا۔ حلقے میں ہر ایک کا خیال رکھنا ان کا وطیرہ تھا۔ ہر ایک کو ان کے نام کے ساتھ جانتی تھیں۔ اجلاسات میں ہمیشہ اچھا کام کرنے والی بچیوں کو انعام دینا، چاکلیٹ وغیرہ اکثر چھوٹے بچوں کو دینے کے لئے پرس میں رکھی ہوتی تھی۔ بچے بھی ان سے مل کر بہت خوش ہوتے تھے۔ رمضان میں اکثر گھر درس رکھوایا کرتی تھیں اور ایسے پروگرامز کے انعقاد پر بے انتہا خوش ہوتی تھیں۔ ایک بار دعا کے وقت بہت روئیں اور کہنے لگی۔ بس دعا کریں اللہ میاں میری دعا کو قبول کرے۔ اجلاس کے بعد ہمیشہ کسی نہ کسی کو پکڑ رہی ہوتی تھیں کہ گھر چلیں مزیدار چائے پلاتی ہوں۔ سہیلیوں کو اکٹھا کرنے کا بہت شوق تھا اور خوب انجوائے کرتی تھیں۔ جس محفل میں بیٹھتی تھیں خوب رونق لگاتی تھیں۔ اللہ، اس کے رسولؐ اور خلافت کی عاشق تھیں۔ لندن جلسے پر گئیں واپس آنے پر میں نے پوچھا حضور انور سے ملاقات کیسی رہی؟ کہنے لگیں، باجی! کیا بتاؤں؟ مجھے تو خوشی میں سمجھ نہیں آرہی تھی بس ایک ہی خواہش تھی کہ یہ بابرکت چہرہ نظروں سے اوجھل نہ ہو۔ جب حضور انور ملاقات کے اختتام پر بیل دینے لگے تو میں نے ایک دم کہا ''ہائے پیارے آقا! ابھی نہیں، میں بہت دور سے آئی ہوں۔'' حضور مسکراتے جا رہے تھے اور فرمانے لگے ''کتنی دور سے، پاکستان سے؟ سب وہیں سے آئے ہیں۔'' بہرحال پیارے آقا کی شفقتیں سمیٹتے ہوئے بہت خوش واپس آئیں۔ شاید حضور انور سے یہ آپ کی آخری ملاقات تھی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بہت محبت کرتی تھیں۔ بہت ہی غریب پرور تھیں۔ جب بھی کوئی اسپیشل چیز بناتیں، تین، چار ہمسائیوں کے گھروں میں ضرور بھجواتیں۔ ملازموں کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ ایک دن ان کی کام والی میرے گھر پہلے آئی۔ ہاتھ میں چھ سات ڈبے پکڑے ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ کہنے لگی۔ باجی سائرہ روزانہ جب کھانا بناتی ہیں تو ایک ڈبہ بھر کر میرے بچوں کے لئے بھی دیتی ہیں۔ اب یہ ڈبے میرے گھر اکٹھے ہو گئے تھے وہ واپس لائی ہوں۔ حلقے میں کسی کو مدد کی ضرورت پڑتی تو ہمیشہ تعاون کرتیں۔ اپنے بچوں کو ہمیشہ ''آپ'' کہہ کر پکارتی تھیں اور بچوں کے نیک نصیب کے لئے دعا کا بھی کہا کرتی تھیں۔ بیٹے کی جب جاب شروع ہوئی تو بتاتی تھیں کہ بیٹے نے پہلی تنخواہ لا کر میرے ہاتھ پر رکھ دی تو ڈاکٹر صاحب کہنے لگے بیٹا! یہ پوری چندے میں دے دیں اسی وقت اللہ کی راہ میں دے دی۔ میاں کی بہت قدر کرنے والی تھیں ان کی خوراک اور اچھے لباس کی بہت فکر ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ سائرہ کی تمام دعائیں، ان کے میاں اور بچوں کے حق میں قبول کرے، ان کے درجات بہت بلند کرے اور اپنے پیاروں کا قرب عطا کرے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شوہر ڈاکٹر سلطان احمد مبشر ابن مکرم مولانا دوست محمد شاہد مرحوم اور ان کے بچوں کا ہر آن حامی وناصر ہو۔ آمین۔

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلا ہو
راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہو

میرے میاں مکرم حنیف احمد محمود بطور نائب ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ حال ایڈیٹر الفضل آن لائن جب اسلام آباد سے ربوہ تشریف لے آئے میں بھی ہمراہ تھی تو مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف ہمارے فیملی فزیشن بن گئے۔ میں نے آپ کی بیگم سائرہ مرحومہ کو فون پر اپنی بیماری کی کیفیت بتا کر ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کرنے کی درخواست کرتی تو تھوڑی دیر بعد ہی پیغام آجاتا کہ ڈاکٹر صاحب ہسپتال جاتے آپ کو (مجھے) چیک کر لیتے ہیں یا یہ پیغام ہوتا کہ فلاں وقت دفتر میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سائرہ کے درجات بلند کرے اور ڈاکٹر صاحب موصوف کو کامل صحت کے ساتھ خدمت دینیہ و انسانیت کرنے کی توفیق دے اور بچوں کے مرحومہ سائرہ کی خواہش کے مطابق مناسب اور نیک رشتوں کا انتظام فرمائے۔ آمین

بقیہ: میری داستانِ گنگرین ...... از صفحہ 8

- میرے جسم کے کسی حصہ کو تکلیف یا دکھ پہنچتا تو یہ اس حصہ کی دیکھ بھال کے لئے فوری حاضر ہوجاتی۔
- جب بھی اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے ہاتھ اٹھتے تو باقی بہنوں کے ساتھ یہ بھی طلب اور عجز وانکسار کا استعارہ بن جاتی تھی۔
- جسم کے کسی بھی عضو پر کوئی بیرونی حملہ ہوتا تو یہ انگلی باقی بہنوں کے ساتھ مل کر اس حملہ کے خلاف ایک سیسہ پلائی دیوار بن جاتی تھی۔ ہر آنے والے حملہ کو اپنے سینہ پر برداشت کرتی تھی۔
- الغرض جو بھی ہمارے خدا نے پیدا کیا ہے۔ وہ یکتا اور بے مثل ہے۔ اس قدر پیچیدہ نظام ہے۔ انسانی عقل تو اس کے حقیقی ادراک میں بالکل بے بس ہے۔
- الغرض جانے والی انگلی میرے جسم کا ایک قیمتی حصہ تھا ہمیشہ اپنی کمی کا احساس دلاتا رہے گا۔
- یہ حقیقت ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی کس کس نعمت کا شکر ادا کر سکتے ہیں۔ نا ممکن۔

ایک انگلی کی قیمت

ایک بھٹے کٹے فقیر نے ایک آدمی سے خدا کے نام پر کچھ طلب کیا۔ اس آدمی نے فقیر کو کہا تم کیوں مانگتے ہو۔ فقیر نے کہا میں بہت غریب ہوں۔ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس آدمی نے کہا تم غریب نہیں ہو۔ مجھے علم ہے کہ تم بہت امیر ہو۔ فقیر نے کہا۔ بخدا میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ اس آدمی نے کہا۔ فلاں جگہ پر ایک شخص انسانی اعضاء خریدتا ہے۔ اگر تم اپنا ایک ہاتھ اسے دے دو تو وہ تمہیں اس کے عوض پانچ لاکھ دے دے گا۔ فقیر نے کہا۔ کیسی بات کرتے ہو مجھے کوئی بیس لاکھ بھی دے تو میں پھر بھی اپنا ہاتھ نہیں دوں گا۔ اس نے کہا چلو ہاتھ نہیں تو ایک ٹانگ ہی دے دو تو تمہیں ایک بڑی رقم مل جائے گی۔ فقیر نے کہا۔ مجھے خواہ کوئی جتنی بھی رقم دے میں پھر بھی نہ اپنی ٹانگ نہیں دونگا۔ اس آدمی نے کہا۔ اس طرح تو تمہارے اعضاء کی قیمت ہی لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں پر بھی بھاری ہے۔ پھر مجھے بتاؤ تم کس طرح غریب ہو۔ اللہ کا شکر ادا کیا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کے جائز استعمال سے رزق حلال کمایا کرو۔

اختتامیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو لامحدود نعمتوں سے مالا مال کیا ہوا۔ لیکن ہم بسا اوقات ان کے برمحل استعمال نہ کرنے سے ان کی افادیت اور مقصدیت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ ہماری ہر بیماری قرآنی تعلیم میں بیان کردہ نظام میزان کی کمی وبیشی سے جنم لیتی ہے۔ گنگرین جیسے امراض، زیادہ تر شوگر کے کنٹرول میں نہ ہونے کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

دل کی اس آواز کو یہیں پر ہی ختم کرتا ہوں۔ شاید یہ چند سطور کسی بہن بھائی کے لئے سبق اور چشم کشا ہوں۔

ضرب المثل ہے۔ کہتے ہیں دوسروں کی غلطیوں سے عبرت حاصل کرو، ورنہ کل لوگ تمہاری غلطی سے عبرت حاصل کریں گے۔

ایک درستگی

الفضل آن لائن کے مورخہ 17 مارچ 2022ء کے شمارہ میں رشحات قلم عنوان کے تحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کی چھٹی سطر میں لفظ ''حلق'' کی بجائے غلطی سے ''حق'' لکھا گیا ہے۔ ادارہ اس پر معذرت خواہ ہے۔ اس ارشاد کو نیچے درستگی کے ساتھ دوبارہ طبع کیا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کے اس وعدہ واثقہ کی رُو سے کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) اِس زمانہ میں بھی آسمان سے ایک معلم آیا جو اٰخَرِیۡنَ مِنۡہُمۡ لَمَّا یَلۡحَقُوۡا بِہِمۡ (الجمعہ:4) کا مِصداق اور موعُود ہے۔ وُہ وہی ہے جو تمہارے درمیان بول رہا ہے۔ میں پھر رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی پیشین گوئی کی طرف عود کر کے کہتا ہوں کہ آپ نے اس زمانہ کی ہی بابت خبر دی کہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے، لیکن وُہ اُن کے حلق سے نیچے نہ اُترے گا۔ اب ہمارے مخالف۔ نہیں نہیں اللہ تعالیٰ کے وعدوں کی قدر نہ کرنے والے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی باتوں پر دھیان نہ دینے والے خوب گلے مروڑ مروڑ کر یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ وَ رَافِعُکَ اِلَیَّ (آل عمران:56) اور فَلَمَّا تَوَفَّیۡتَنِیۡ (المائدہ:118) قرآن میں عجیب لہجہ سے پڑھتے ہیں، لیکن سمجھتے نہیں اور افسوس تو یہ ہے کہ اگر کوئی ناصح مشفق بن کر سمجھانا چاہے تو سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 60 ایڈیشن 1988ء)

رپورٹ: عبدالنور۔ نمائندہ الفضل آن لائن، آئیوری کوسٹ

افتتاح مسجد سبحان و ریجنل جلسہ سینفرا، آئیوری کوسٹ

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت سینفرا، آئیوری کوسٹ مغربی افریقہ کو اپنا پہلا ریجنل جلسہ سالانہ مورخہ 13مارچ 2022ء بروز اتوار سینفرا شہر میں واقع نئی تعمیر کردہ احمدیہ مسجد ’’مسجد سبحان‘‘ میں کامیابی کے ساتھ انعقاد کرنے کی توفیق حاصل ہوئی، فالحمدللّٰہ علی ذلک۔ مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ نے بطور مہمان خصوصی مع مرکزی وفد، نیشنل عاملہ کے ممبران بشمول ذیلی تنظیموں کے نیشنل صدران جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔ یہ مرکزی وفد کل 15افراد پر مشتمل تھا۔ جلسہ کے کامیاب انعقاد کے لئے ریجنل مشنری صاحب مکرم احتشام الحسن صاحب کی زیر نگرانی کمیٹی جلسہ تشکیل دی گئی اور انھیں انکی ذمہ داریوں سے آگاہ کیا گیا نیز ضلع سینفرا میں واقع مختلف جماعتوں میں مقامی معلم سلسلہ مکرم سینا کولیبالی صاحب اسی طرح مکرم سلا ابراہیم صاحب معلم سلسلہ نے دورہ کر کے احباب جماعت کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی۔ جلسہ کی تیاریوں کا آغاز ایک روز قبل مورخہ 12 مارچ بروز ہفتہ ہی کر دیا گیا۔ مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ مع مرکزی نمائندگان بروز ہفتہ نماز مغرب تک مقام جلسہ پر پہنچ گئے جہاں پر حاضرین جلسہ نے مہمان کرام کا استقبال کیا۔ جس کے بعد نماز مغرب وعشاء جمع کر کے ادا کی گئی۔ جس کے بعد طعام اور بعد ازاں ایک مجلس سوال وجواب کا انعقاد کیا گیا جس کے شاملین کی تعداد 300 سے زائد تھی یہ نشست اڑھائی گھنٹے سے زیادہ وقت پر محیط رہی۔

ریجنل جلسہ سینفرا

جلسہ کے پروگرام کا باقاعدہ آغاز بروز اتوار 13 مارچ صبح چار بجے باجماعت نماز تہجد سے ہوا، درس اور نماز فجر کے بعد مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے لوکل عاملہ کے ممبران کے ساتھ میٹنگ کی۔ جس دوران

صدر خدام الاحمدیہ و صدر لجنہ اماءاللہ نے بھی اپنی ذیلی تنظیموں کے عہدیداران کے ساتھ میٹنگ کی۔ بعد ازاں سات بجے شاملین جلسہ کو ناشتہ پیش کیا گیا۔ جس کے بعد مقامی ادارہ برائے عطیہ خون کیجانب سے بھجوائی گئی ٹیم کے لئے کیمپ کا انعقاد کیا گیا جس میں کل 85 مرد وخواتین نے خون کا عطیہ کیا۔ سوا نو بجے تقریب پرچم کشائی ہوئی مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے لوائے احمدیت بلند کیا اور اجتماعی دعا کروائی۔

افتتاح مسجد سبحان

بعد از پرچم کشائی سینفرا شہر میں واقع جماعتی جگہ پر حال ہی میں تعمیر کردہ مسجد کے افتتاح کی تقریب منعقد کی گئی۔ یہ مسجد 324 مربع میٹر جگہ پر تعمیر کی گئی ہے جس کے اندر 500 نمازیوں کی گنجائش موجود ہے۔ اس مسجد کا سنگ بنیاد 2018 میں رکھا گیا جس کی تعمیر کے لئے مختلف مبلغین کرام نے وقتاً فوقتاً سعادت حاصل کی جن میں گزشتہ ریجنل مبلغ سینفرا مکرم شبیر احمد بلوچ صاحب و خاکسار (عبدالنور، مبلغ سلسلہ سان پیدرو) شامل ہیں۔ مسجد کی تعمیر کے ساتھ ساتھ چار واش رومز بھی تعمیر کئے گئے ہیں جبکہ لائبریری کی تعمیر بھی مسجد کے ساتھ کی گئی ہے اور مسجد کا مینارہ لائبریری کے اوپر تعمیر کیا گیا ہے۔ جبکہ مسجد میں سیلنگ کا کام بھی مکمل کروایا گیا ہے نیز اس مسجد کو ’’مسجد سبحان‘‘ کا نام دیا گیا ہے۔ مکرم امیر صاحب آئیوری کوسٹ نے اس مسجد کا افتتاح کیا اور بعد ازاں اجتماعی دعا کروائی۔

افتتاح مسجد کے پروگرام کے بعد تقریباً ساڑھے نو بجے تلاوت قرآن کریم سے جلسہ کے پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا جس کا ترجمہ فرنچ زبان میں ترجمہ بھی پیش کیا گیا۔ جلسہ کا انتظام مسجد کے حال کے اندر نیز باہر ٹینٹ وغیرہ لگا کر کیا گیا۔ نظم کے بعد جلسہ کی اول تقریر مکرم سلا ابراہیم صاحب معلم سلسلہ بواکے نے ’’آخری زمانہ کی علامات‘‘ کےعنوان سے تقریر کی جس کے بعد مکرم بالو احمد صاحب معلم سلسلہ نے بعنوان ’’صداقت حضرت مسیح موعودؑ‘‘ تقریر کی۔ بعد ازاں مکرم عبدالرحمان صاحب لوکل معلم صاحب نے ’’خلافت کی برکات‘‘ کےعنوان پر تقریر کی۔ ذیلی تنظیموں کے نیشنل صدران کرام نے بھی اپنی تنظیموں کے تعارف کے عناوین سے مختصر تقاریر فرمائیں۔ بعد ازاں جلسہ میں شرکت کرنے والے معزز غیر از جماعت مہمانان کرام نے اظہار خیال پیش کیا۔ اس جلسہ کی اختتامی تقریر مکرم عبدالقیوم پاشا صاحب امیر ومشنری انچارج آئیوری کوسٹ

نے بعنوان ’’تعمیر مساجد کی غرض وغایت اور تقویٰ‘‘ کی اور اجتماعی دعا کے ساتھ جلسہ کا باقاعدہ اختتام ہوا۔ بعد ازاں نماز ظہر وعصر جمع کرکے ادا کی گئیں اور شاملین جلسہ میں کھانا تقسیم کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے امسال جلسہ کے شاملین کی کل تعداد 1160 رہی۔ جس میں احمدی احباب کے علاوہ غیراز جماعت احباب نے بھی شرکت کی۔ جلسہ کے انتظامات کے لئے سینفرا کی ریجنل عاملہ نے خصوصی تعاون کیا اور سینفرا شہر کے خدام نے غیرمعمولی جذبہ و استقلال کے ساتھ ذمہ داریاں انجام دیں۔ شعبہ سیکیورٹی کے کارکنان بھی ہمہ وقت مستعدی کے ساتھ ڈیوٹی کرتے رہے۔ شعبہ تزئین و آرائش کے تحت داخلی وخارجی راستوں کو سجایا گیا نیز لوائے احمدیت کو جانے والے راستے اور اسی طرح مسجد کے افتتاح کی تقریب کے لئے گزرگاہ کو آراستہ کیا گیا۔ امسال جلسہ میں کئی ایک مہمان خصوصی نے شرکت کی جس میں سینفرا شہر کے اماموں کے سربراہ، سینفرا شہر کے چیف صاحب، تاجر کمیونیٹی کے سربراہ، باراجی فیملی کے نمائندہ، جولا فیملی کے نمائندہ نیز دیگر کئی ایک مقامی مساجد کے امام بھی جلسہ میں شریک ہوئے اور اظہار خیال بھی کیا جس میں جماعت کی اس مساعی کی تعریف کی اور ساتھ ہی جماعتی مسجد کے تعمیر کے اقدام کو بھی سراہا۔ ایم ٹی اے آئیوری کوسٹ نے اس جلسہ کی کاروائی ریکارڈ کرنے کی سعادت پائی۔ نیز سوشل میڈیا کے ذریعے بھی جلسہ کی کاروائی سے لوگوں کو آگاہ کیا جاتا رہا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام شاملین جلسہ کو جلسہ کی برکات سے فیض اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے نیز اس جلسہ کے دوررس اثرات مرتب ہوں اور سب شاملین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی شاملین جلسہ کے حق میں دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

آج کی دعا

لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ، اَللّٰهُمَّ أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي، وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ، اَللّٰهُمَّ زِدْنِي عِلْمًا، وَلَا تُزِغْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي، وَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

(سنن ابی داؤد ابواب النوم باب ما يقول الرجل اذا تعار من الليل، حديث: 5061)

ترجمہ: تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے۔ اے اللہ! میں تجھی سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں، اور تیری رحمت کا سوالی ہوں۔ اے اللہ! میرے علم میں اضافہ فرما، اور ہدایت دے دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر دینا، (اے میرے رب!) مجھے اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما، بیشک تو ہی عنایت کرنے والا ہے۔

یہ ہمارے سید و مولیٰ، خیرالبشر پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی احادیث میں مذکور جامع دعائے رحمت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو جاگتے تو فرماتے (مندرجہ بالا دعا)۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ایڈیٹر کے نام خط

الفضل ہمارے بچپن کا منی گوگل

• مکرمہ سعدیہ طارق لکھتی ہیں۔

آج مورخہ چار اپریل کے الفضل کا اداریہ ’’آئینہ کے اوصاف‘‘ پڑھ کر خیال آیا کہ یہ بات کتنی حقیقت کے قریب ہے ہمیں بچپن سے الفضل کے مطالعہ کی عادت ہے اور الفضل نے ہمارے دینی علم کے ساتھ ساتھ دنیاوی معلومات میں بھی اضافہ کیا۔ الفضل کے پہلے صفحہ کو سب سے پہلے پڑھنا بائیں طرف کونے پر حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اور مصروفیات، دوسری طرف حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پڑھنے کو ملتے گویا جس عمر میں ہمیں حضرت مسیح موعودؑ کی تحریر کی سمجھ بھی نہیں تھی اس وقت سے یہ خزانہ ہمارے دل و دماغ میں ذخیرہ ہونا شروع ہوگیا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ حقائق عمر اور عقل کے مطابق کھلتے گئے اور ابھی تک کھل رہے ہیں۔

الفضل میں موقع کی مناسبت سے 23 مارچ، 14/اگست، 11/ستمبر وغیرہ کے مضامین بھی چھپتے جو ہماری تاریخ میں اضافہ کرتے ورنہ ہمیں تاریخ دانی میں کوئی دلچسپی نہ تھی۔ اس کی وجہ سے ہمیں کچھ نہ کچھ تاریخ بھی یاد ہوگئی، پھر دعائیہ اعلانات ہوتے تھے جن سے کئی واقف کاروں کے نکاح، پیدائش، بیماری اور وفات کا پتہ چلتا تھا۔ اسی طرح لوگوں کی وصیت کے اعلان پڑھنے کا ایک اپنا مزا ہوتا تھا۔ الفضل گویا ہمارے لئے اپنے زمانے کا گوگل ہی تھا ہمیں گھر بیٹھے پورے پاکستان بلکہ بیرون پاکستان سے جوڑے رکھتا تھا۔

الفضل ایک دن پہلے شام کو چھپ جاتا تھا اور شائد کچھ گھروں میں شام کو تازہ کاپی پہنچائی جاتی تھی، جن میں ہمارا گھر بھی شامل تھا۔ باقی گھروں میں اگلے دن صبح الفضل تقسیم ہوتا تھا۔ ہمارے گھر شام پانچ بجے کے قریب الفضل آتا تھا۔ ہم بڑے دو بہن بھائی شام پانچ بجے باہر کے دروازے کے ارد گرد ٹہلتے تھے، جونہی الفضل دیوار کے اوپر سے لہراتا نظر آتا تو ہم دونوں بھاگ کر ایک دوسرے سے پہلے اچکنے کی کوشش کرتے تھے۔

اگر کبھی بھائی یا ابا جان عصر کی نماز کے لئے نکلتے ہوئے باہر ہی اخبار وصول کر لیتے تو وہ ایک گھنٹہ گزارنا مشکل ہوجاتا تھا کہ کب یہ لوگ گھر واپس آئیں اور ہمیں اخبار پڑھنے کو ملے۔ الفضل ملتے ہی تفصیل سے مطالعہ کیا جاتا تھا تاکہ اگلے دن اسکول کالج میں دوستوں کو ان سے پہلے باخبر ہونے کا بتا سکیں۔

الفضل نے ہم میں اخبار بینی اور مطالعہ کی عادت ڈال دی اس کا فائدہ آج تک ہم اٹھا رہے ہیں۔مولویوں نے ہمارے اس ’’منی گوگل‘‘ پر قدغن لگانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے بڑی شان اور آن بان کے ساتھ ہمارے اس منی گوگل کو آن لائن جاری فرما کر نہ صرف ہمارے دلوں کی ڈھارس باندھی بلکہ مضامین، معلومات کے اعتبار سے بہت وسعت دے دی کہ ہم تمام بہن بھائی اور عزیز واقارب اس کو آپس میں شیئر کرنے اور لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس منی گوگل کو ترقیات سے نوازتا رہے۔ آمین

فقہی کارنر

برکت کے حصول کا آسان ذریعہ، سحری کھانا

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السَّحُورِ بَرَكَةً

(بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور من غیرایجاب)

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ’’سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے‘‘

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

خطبات و خطابات باقاعدگی سے سنیں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پر معارف و زندگی بخش خطبات و خطابات اور ارشادات جو ہر احمدی مسلمان کے لئے اکسیر کا کام دیتے ہیں ان کی اور ان کے بچوں کی تعلیم و تربیت میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے بحیثیت والدین ہمیں یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ اگر ہم اپنے بچوں میں خدا کی محبت پیدا کرنی چاہتے ہیں، انہیں سلامتی کے راستوں پر چلانا چاہتے ہیں اور انھیں کامیاب و کامران دیکھنا چاہتے ہیں تو انہیں خلافت سے جوڑیں، نظام جماعت سے وابستہ کریں اور مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر نشر ہونے والا ہر وہ پروگرام جس میں ہمارے پیارے آقا، ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجود ہوں خود بھی سنیں، دیکھیں اور بچوں کو بھی ضرور بضرور سنائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’ایم ٹی اے پر کم از کم میرے خطبات جو ہیں وہ باقاعدگی سے سننے ہوں گے اور یہ باتیں صرف واقفین نَو کے والدین کے لئے ضروری نہیں بلکہ ہر وہ احمدی جو چاہتا ہے کہ ان کی نسلیں نظام جماعت سے وابستہ رہیں انہیں چاہئے کہ اپنے گھروں کو احمدی گھر بنائیں، دنیاداروں کے گھر نہ بنائیں ورنہ اگلی نسلیں دنیا میں پڑکر نہ صرف احمدیت سے دور چلی جائیں گی بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی دور ہو جائیں گی اور اپنی دنیا و عاقبت دونوں برباد کریں گی۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28/اکتوبر 2016ء بمقام مسجد بیت السلام، ٹورانٹو، کینیڈا)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

16 اپریل 2022ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:42	18:40
مدینہ منورہ	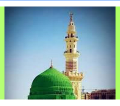	04:38	18:44
قادیان		04:34	18:58
ربوہ		04:14	18:38
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:36	20:00